بارش اور رعد کے شور سے کان پھٹے جا رہے تھے۔۔۔ اندھیرے میں یوں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ دنیا کی آخری شام تھی اور اب کبھی سورج نہ دکھائی دے گا۔ یہ سلسلہ آج شام سے شروع ہوا تھا! اب دس بج رہے تھے لیکن اس دوران میں ایک بار بھی بارش کا تار نہیں ٹوٹا تھا۔۔۔ بیگم جعفری ایک بڑی سی شال میں لپٹی ہوئی آرام کرسی پر بیٹھی تھیں۔۔۔ ان کے چہرے پر گہرے تفکر کا اظہار تھا۔۔۔ ڈرائنگ روم میں اُن کے علاوہ چار افراد اور بھی تھے۔ جو رات کے کھانے کے بعد سے اب تک وہیں بیٹھے رہے تھے اور اس دوران میں کافی کے کئی دور چل چکے تھے۔۔۔ جعفری خاندان کی بزرگ اب بیگم جعفری ہی تھیں۔۔۔ حالانکہ وہ جمیل، شکیل، غزالہ اور روحی کی سوتیلی ماں تھیں لیکن اُن کے رکھ رکھاؤ سے سوتیلے پن کا اظہار نہیں ہوتا تھا!۔۔۔ چاروں بھائی بہن بچے ہی تھے جب وہ اس گھر میں آئی تھیں اور دو سال کے بعد خود بھی بیوہ ہو گئی تھیں! وہ ان کی جوانی ہی کا زمانہ تھا! لیکن ان بچوں کے لیے انھوں نے خود پر بڑھاپا طاری کر لیا تھا! اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اُن کے لیے مرمٹی تھیں۔۔۔ ابھی پچھلے ہی سال انھوں نے بڑے بیٹے جمیل کی شادی کی تھی۔۔۔ جب بہو گھر آئی تو انھوں نے سارے انتظامات اس کے سپرد کر دیے۔ لیکن جمیل نے اُسے منظور نہیں کیا۔ وہ سب اُن کی بزرگی اور برتری ہر معاملے میں قائم رکھنا چاہتے تھے۔۔۔ بیگم جعفری اکثر سوچتیں کہ کیا ان کے اپنے بچے بھی اسی طرح اُن سے محبت کرتے جس طرح یہ چاروں کرتے ہیں۔۔۔ وہ گھنٹوں اس موضوع پر سوچتیں لیکن آخر انھیں تسلیم ہی کرنا پڑتا کہ اُن کے اپنے بچے نالائق بھی ثابت ہو سکتے تھے کیونکہ اُن کے سامنے ایسی بہتیری مثالیں ہوتی تھیں۔۔۔ مگر آج کل وہ بہت مغموم تھیں۔۔۔ کیونکہ ان کی جنت میں ایک خبیث رُوح گھس آئی تھی۔۔۔ اور اُس نے اُن کا سکون چھین لیا تھا۔ ویسے بھی وہ جمیل کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی یہ چیز ان کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی کہ جمیل آج بھی گھر والوں کے ساتھ کھانے کی میز پر موجود نہیں تھا! وہ جمیل کی بیوی کا کملایا ہوا چہرہ دیکھتیں اور دل ہی دل میں کڑھتی رہتیں! وہ جمیل جو کبھی اُن کے سامنے اونچی آواز میں بولنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا آج ہی انھیں ترکی بترکی جواب دیتا چلا گیا تھا! اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی مرضی کا مختار ہے۔۔۔ جو چاہے کرے گا۔ بیگم جعفری دخل انداز نہیں ہو سکتیں! وہ سناٹے میں آ گئی تھیں! لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گئی تھیں جیسے سچ مچ اُن سے کوئی بہت بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہو! اس وقت وہ شکیل کو بھی کچھ ایسی ہی نظروں سے دیکھ رہی تھیں جیسے کل وہ بھی اسی طرح اُن کا دل توڑ دے گا۔۔۔ شکیل جمیل سے چھوٹا تھا لیکن عمروں میں دو سال سے زیادہ فرق نہیں تھا۔۔۔ بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگیں۔۔۔ شکیل، غزالہ روحی اور جمیل کی بیوی رضیہ آہستہ آہستہ گفتگو کر رہی تھیں۔۔۔ بارش کے شور کی وجہ سے شاید اُن کی آوازیں بیگم جعفری تک نہیں پہنچ رہی تھیں! انھوں نے یک بیک ان کی طرف مڑ کر کہا۔ "کیا آج تم لوگوں کو نیند نہیں آ رہی؟"

"نہیں امی۔۔۔" شکیل بولا۔ "جب تک جمیل بھائی آپ کے پیروں پر ناک نہیں رگڑ لیں گے مجھے نیند نہیں آئے گی!"

"احمقوں کی سی گفتگو نہ کرو۔ جاؤ۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔"

"مجھے نیند نہیں آئے گی امی!۔۔۔ میرا دل چاہتا ہے کہ جمیل بھائی کا گلا گھونٹ دوں۔"

"کیا بکواس ہے۔" بیگم جعفری نے غصیلی آواز میں کہا۔ "ایسی بے ہودگی مجھے پسند نہیں ہے۔۔۔ اگر تم نے اس کے خلاف ایک لفظ بھی کہا تو میں تم سے بھی خفا ہو جاؤں گی۔ اس کا کیا قصور ہے۔ وہ تو بیچارہ اپنے ہوش ہی میں نہیں ہے۔"

"آپ انھیں مجھ سے زیادہ نہیں جانتیں امی۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ تمھی نے تو اس کی پرورش کر کے اسے اتنا بڑا کیا ہے تم ہی کیوں نہ جانو گے۔"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھیں۔"

"میں کچھ نہیں سمجھنا چاہتی۔ جاؤ اب سو جاؤ۔"

دفعتاً ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر شکیل سے بولا۔۔۔

"ایک صاحب آپ کو پوچھ رہے ہیں۔"

"اس وقت۔۔۔" بیگم جعفری نے حیرت سے کہا۔ "کون ہے!"

"پتا نہیں کون صاحب ہیں۔" نوکر نے کہا۔ "خواہ مخواہ حجت کرتے ہیں۔ کہنے لگے مشتری منزل یہی ہے نا۔۔۔ یہاں شکیل صاحب رہتے ہیں نا۔۔۔ میں نے کہا جی ہاں رہتے ہیں مگر یہ جعفری منزل ہے۔ کہنے لگے نہیں مشتری منزل ہے۔ اس

پر انھوں نے جھگڑا شروع کر دیا۔ بولے تم مجھ سے زیادہ قابل ہو گیا!۔۔۔ میں ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔۔۔۔ نہ جانے کیا کیا ہوں۔"

"اوہو۔۔۔" شکیل بے ساختہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ دمکنے لگا تھا پھر اُس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور بیگم جعفری کے سوال کا جواب دیے بغیر راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔

"کیا مصیبت ہے۔۔۔" بیگم جعفری بڑبڑائیں۔ "ایک طرح سے بچوں کے دماغ اُلٹے چلے جا رہے ہیں! اللہ رحم کرے۔" پھر وہ نوکر کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "کون آیا ہے!"

"پتا نہیں بیگم صاحب۔ انھوں نے اپنا نام بتایا تھا۔ مگر پھر ایم اے، بی اے اور نہ جانے کیا کیا کہنے لگے۔ میں نام ہی بھول گیا۔ خواہ مخواہ مجھ سے لڑنے لگے تھے کہ نہیں یہ مشتری منزل ہے۔"

"جاؤ۔" بیگم جعفری ہاتھ اٹھا کر بولیں اور نوکر چلا گیا۔

رضیہ، روحی اور غزالہ میں پھر سرگوشیاں ہونے لگی تھیں۔ بیگم جعفری کے چہرے پر نظر آنے والا اضطراب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا تھا:

"لڑکیو! آخر تم کب تک جاگتی رہو گی؟" وہ بڑبڑائیں:

"نیند نہیں آئے گی امی۔ اس شور میں۔" غزالہ نے کہا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ بیگم جعفری نے کہا۔ "یہ اتنی رات گئے اس طوفان میں کون آیا ہے۔۔۔ میں سچ کہتی ہوں کہ یہ دونوں لڑکے مجھے پاگل بنا دیں گے۔"

"امی۔۔۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہوتی ہیں۔" روحی بولی۔ "وہ بھیا کے کوئی دوست ہوں گے۔ اُن کے زیادہ تر دوست ایسے ہی اوٹ پٹانگ قسم کے لوگ ہیں۔"

"میرے خدا۔۔۔ یہ جمیل کتنا اچھا لڑکا تھا۔" بیگم جعفری مغموم آواز میں بولیں۔ "کتابوں کا کیڑا۔۔۔ دنیا کی لغویات سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ یک بیک اس خبیث عورت نے نہ جانے کس طرح اس کا دماغ الٹ دیا۔"

"امی۔ وہ عورت شیطانی قوتوں کی مالک معلوم ہوتی ہے آپ اس سے آنکھ ملا کر گفتگو نہیں کر سکتیں۔۔۔"

"میں اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔" بیگم جعفری نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"میں نے اتنی خوبصورت عورت آج تک نہیں دیکھی۔" غزالہ نے کہا۔

"کیا خوب صورتی ہے اس میں!" جمیل کی بیوی رضیہ نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "کسی لاش کی طرح سفید معلوم ہوتی ہے۔"

"خدا اُسے لاش ہی میں تبدیل کر دے۔" غزالہ نے کہا پھر شاید اس خیال سے گڑبڑا گئی تھی کہ کہیں اُس کے اس ریمارک نے رضیہ کو دکھ نہ پہنچایا ہو۔

دفعتاً شکیل کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہنسی نکلی پڑ رہی تھی۔

"امی، وہ میرا دوست ہے۔۔۔ بہت دور سے آیا ہے اسے پہلے ہی اطلاع دینی چاہیے تھی۔ ہم اُسے اسٹیشن لینے جاتے" اس نے کہا۔

"اوہو۔۔۔ تمھیں دوستوں سے اتنی دلچسپی کب سے ہو گئی۔۔۔ تمھارا تو یہ حال تھا کہ جہاں کسی دوست کی آمد کی خبر سنی اس طرح ہونٹ سکوڑ لیے جیسے وہ ساری زندگی تمھارے ساتھ رہنے کے لیے آیا ہو۔"

"یہ دوست اُن سے مختلف ہے امی۔۔۔ یہ اُن لوگوں کی طرح بور نہیں کرتا۔۔۔ بلکہ خود ہی دوسروں کی دلچسپی کا سامان بن جاتا ہے۔ کہیے تو میں اسے یہاں بلا لاؤں۔۔۔"

"نہ۔۔۔ تھکا ہارا آ رہا ہے۔۔۔ نہیں اب ہم صبح اس سے ملیں گے۔ اُس کا کھانا۔۔۔ وہیں کمرے میں جائے گا۔"

"کھانا۔" شکیل مسکرا کر بولا۔ "وہ کہتا ہے میں نے پچھلے ہفتے سے کھانا نہیں کھایا۔۔۔ اور آئندہ کھانے کا ارادہ ہے۔"

"دوسری خبیث روح۔" غزالہ آہستہ سے بڑبڑائی اور شکیل ہنسنے لگا پھر بولا۔

"یقیناً۔۔۔ اگر جمیل بھائی خبیث ارواح سے تعلق قائم کر سکتے ہیں تو پھر میں کیوں پیچھے رہوں۔"

"اچھا تو پہلے میرے لیے تھوڑا سا زہر لا دو۔۔۔ پھر جو تم لوگوں کا دل چاہے کرتے رہو۔ میں دیکھنے کے لیے نہیں آؤں گی۔" بیگم جعفری نے کہا۔

"واہ۔۔۔ امی۔ زہر تو لاؤں گا میں ان لوگوں کے لیے جن کی وجہ سے آپ پریشان ہیں۔ بس دیکھتی جائیے تماشا۔ اگر وہ جادوگرنی اپنا سر پیٹتی ہوئی یہاں سے نہ بھاگے تو نام بدل دوں گا اپنا۔ جمیل بھائی کے سارے فلسفے خاک کا ڈھیر ہو جائیں گے۔"

"تو کیا آنے۔۔۔ والا۔۔۔"

"وہ صرف میرا ایک دوست ہے جو ایک بے [illegible] آدمی

...... چہرے سے حماقت برستی ہے ...!"

"تمھارا ہی دوست ٹھہرا ..." رضیہ مسکرائی۔ بیگم جعفری کے علاوہ اور سب ہنسنے لگے۔

"اچھا ... بھابی ... پھر تم اسے دیکھ ہی لینا ..." شکیل نے جھینپ کر کہا اور ڈائننگ روم سے چلا گیا۔

*

دوسری صبح وہ سب ناشتے کی میز پر پچھلی رات آئے ہوئے مہمان کا انتظار کر رہے تھے۔ جمیل اس وقت بھی غیر حاضر تھا۔ شکیل کے متعلق توقع تھی کہ وہ مہمان سمیت آئے گا۔ جب مہمان آیا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ وہ زرد قمیص اور نیلی پتلون میں ملبوس تھا۔ گلے میں گلابی رنگ کی سادہ ٹائی تھی۔ اور سر پر سبز رنگ کی فلٹ ہیٹ۔ وہ کسی ٹیکنی کلر فلم کا کوئی کردار معلوم ہوتا تھا ... اور اس پر سے چہرے کی حماقت آمیز سنجیدگی تو حد تھی۔

"یہ میری امی ہیں۔" شکیل نے تعارف کرانا شروع کیا۔

"یہ بھابی رضیہ۔ یہ دونوں غزالہ اور روحی میری بہنیں ہیں ..."

"آپ سب سے مل کر ... اور ... مل کر ... بڑی خوشی ہوئی۔" مہمان احمقانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔

"اور یہ کون ہیں ..." بیگم جعفری نے پوچھا۔

"علی ... عمران ... ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی ..."

"بس بس" شکیل ہنس کر بولا۔ "یہ آکسفورڈ میں میرے ساتھ تھے ..."

ان سبھوں کو شاید اس پر یقین نہیں آیا تھا کیونکہ وہ اپنی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹیں روکنے کی کوشش کر رہی تھیں ...

عمران سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری شکیل کو گھور رہی تھیں۔ اور شکیل کا یہ عالم تھا کہ ہنستے ہنستے دوہرا ہوا جا رہا تھا۔

"کیا بے ہودگی ہے شکیل۔ کیوں پاگلوں کی طرح ہنس رہے ہو۔" بیگم جعفری نے غضیلی آواز میں کہا اور عمران نے اس طرح چونک کر شکیل کی طرف دیکھا جیسے وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہو۔ ویسے عمران کی حماقت آمیز سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

شکیل نے مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لیے لیکن خاموش قہقہے اب بھی جاری تھے ... آخر جب اس نے دیکھا کہ وہ قہقہے پھر آواز کے ساتھ ظاہر ہونے لگیں گے تو وہ میز سے اٹھ ہی گیا ... انھوں نے اسے پیٹ دباتے ہوئے ڈائننگ روم سے باہر جاتے دیکھا۔

"دیکھا تم نے ..." بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "میں تنگ آ گئی ہوں ان لڑکوں سے۔"

"شاید آپ ان کے کوئی بہت ہی بے تکلف قسم کے دوست ہیں۔" رضیہ نے عمران کی طرف دیکھا جو اس انداز میں ناشتے میں مصروف تھا جیسے وہاں کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو!

"کچھ بھی ہو۔" بیگم جعفری بولیں۔ "تہذیب ہر وقت اور ہر موقع پر برقرار رہنی چاہیے۔"

عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا ... رضیہ، غزالہ ... روحی ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھ رہی تھیں۔

دفعتاً بیگم جعفری نے عمران سے پوچھا۔ "آپ دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟"

"کون دونوں ...!" عمران نے چمچہ ہاتھ سے رکھ کر متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"آپ اور شکیل۔"

"اوہ ... وہ ... جی ہاں! غالباً لندن میں پہلی بار جان پہچان ہوئی تھی ... میں کیمسٹری میں ریسرچ کر رہا تھا۔ اُف فوہ! وہ بھی کیا زمانہ تھا ..."

"اب آپ کیا کرتے ہیں۔"

"سیر و تفریح کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔ پچھلے سال گنّوں کی کاشت کی تھی ... لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ گڑ بنانا ہنسی کھیل نہیں ہے ... لہٰذا ارادہ ... وہ کیا کر دیا ... کیا کہتے ہیں اسے ... میرے ساتھ بڑی مصیبت یہ ہے کہ وقت پر صحیح الفاظ یاد نہیں آتے ... بہرحال ارادہ ... ارادہ ارادہ نہیں یعنی کہ ..."

عمران خاموش ہو گیا اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے ... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے لفظ کو یاد کرنے کے سلسلے میں اس کا کلیجہ خون ہوا جا رہا ہو ... دفعتاً اس نے خوش ہو کر کہا۔ "جی ہاں یاد آ گیا ... کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پھر ارادہ ترک کر دینا پڑا ..."

وہ چاروں اسے حیرت سے گھور رہی تھیں۔

"آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں؟" بیگم جعفری نے اس انداز میں پوچھا۔ جیسے، وہ حقیقتاً خاموش ہی رہنا چاہتی ہوں لیکن اخلاقاً انھیں گفتگو جاری رکھنا پڑے گی۔

"ارے ان کی کچھ نہ پوچھیے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کبھی صبر کرتے ہیں اور کبھی غصہ کرتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ میں

بہت نالائق ہوں۔ لیکن وہ اسے ثابت نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ انھیں صبر کرنا پڑتا ہے ... لیکن نالائق کہتے وقت وہ غصے ہی میں ہوتے ہیں۔"

بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئیں ...

عمران ناشتا ختم کر کے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری تھوڑی دیر بعد بولیں۔ "اگر آپ اُٹھنا چاہتے ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔"

"اوہو۔ جج ... جی ہاں ... شکریہ ..."

عمران اُٹھتا ہوا بولا اور چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔ غزالہ اور روحی پھوٹ پڑیں ... کافی دیر تک ہنستی رہیں ... رضیہ بھی ہنس رہی تھی اور بیگم جعفری کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"امی ... مزہ آ گیا۔" غزالہ اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی۔ "یہ کوئی بہت بڑا اِڈیوٹ ہے ... اور بھیا نے گھر کے قبرستانی ماحول سے اُکتا کر اُسے یہاں بلایا ہے ... ہم اتنا دل کھول کر کب سے نہیں ہنسے ... آپ خود سوچیے ..."

"ہنسو! ... آخر ایک دن ... میرے سرہانے بیٹھ کر رونا۔ جمیل کی یہ حرکت میری جان لے گی۔ تم دیکھ لینا۔"

"آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں ... امی۔" رضیہ بول پڑی۔ "خاک ڈالیے سب پر ... آپ سے زیادہ ہمارے لیے اور کوئی نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ فکر کر کے پریشان ہوتی ہیں۔ مجھے تو ذرہ برابر بھی پروا نہیں ہے۔"

"تم مجھے بہلانے کے لیے کہہ رہی ہو۔" بیگم جعفری نے مغموم آواز میں کہا۔ "میں کیسے مان لوں کہ شوہر کی بے راہ روی تمھارے لیے تکلیف دہ نہیں ہے ..."

"بالکل نہیں ہے امی۔" رضیہ نے کہا۔ "میں جانتی ہوں کہ آپ میرے لیے ہی پریشان ہیں۔ کہیے تو میں کوئی بہت بڑی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاؤں کہ مجھے اس کی بالکل پروا نہیں ہے۔"

بیگم جعفری نے سر جھکا لیا لیکن اُن کے چہرے پر اب بھی اضمحلال باقی تھا۔

**

"ابے کیوں میرا وقت برباد کر رہا ہے ... شکیل کے بچے ..." عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ مگر شکیل بدستور بولتا رہا۔ "خدا کی قسم اگر تم نے اسے دیکھ لیا تو کلیجہ تھام کر بیٹھ جاؤ گے ... ایسی حسین عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گزری ..."

"اگر نہیں گزری تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔" عمران زور دینے والی آواز میں بولا۔ "تم نہیں جانتے کہ میں فی الحال کن جنجالوں سے پیچھا چھڑا کر تم تک پہنچا ہوں۔ میرے پاس بہت تھوڑا وقت ہے ..." شکیل چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "پہلے وہ یہاں کے ایک ہوٹل میں مقیم تھی اور لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر ان کے مستقبل کے متعلق پیش گوئی کیا کرتی تھی۔ تم خود سوچ سکتے ہو کہ وہاں کتنی بھیڑ بھاڑ رہتی ہو گی ... بیشتر تو محض اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے وہاں جاتے تھے ..."

"معاملے کو زیادہ طول نہ دو ... یہ بتاؤ کہ وہ یہاں تمھاری کوٹھی میں کیسے آئی؟"

"جمیل بھائی ایک تقریب میں مدعو تھے۔ وہ بھی وہاں آئی تھی جب جمیل بھائی وہاں سے چلنے لگے تو اس نے انھیں روک کر کہا کہ وہ اس وقت مشرقی پھاٹک سے عمارت میں داخل نہ ہوں۔"

"کس عمارت میں؟" عمران نے پوچھا۔

"یہیں ... اسی عمارت میں ... یہاں دو پھاٹک ہیں ایک شمال کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف۔ آمد و رفت مشرق کی جانب والے پھاٹک سے رہتی ہے۔ بہرحال بھائی جمیل جو ذرا فلسفی قسم کے آدمی ہیں ہنسنے لگے تھے۔ اس پر اس عورت نے کہا تھا کہ وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ ستاروں کی چال سے یہی ظاہر ہے کہ مشرقی پھاٹک نو اور دس بجے کے درمیان مخدوش ہو جائے گا۔ انھوں نے اخلاقاً اس سے وعدہ کر لیا تھا ... لیکن ان کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے کہنے پر عمل کریں گے ... مگر پھر گھر کے قریب پہنچنے پر یک بیک انھوں نے ارادہ بدل دیا۔ وہ شمالی پھاٹک کے قریب آئے جو بند تھا ... ویسے اسے کھلوانے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ چوکیدار کا کوارٹر اسی سے ملا ہوا ہے ..... وہ گاڑی روک کر پھاٹک کھلوانے کے لیے اتر ہی رہے تھے کہ ایسا معلوم ہوا جیسے دور کہیں کوئی دیوار گری ہو۔ پہلے تو انھوں نے اس پر دھیان نہیں دیا پھر اچانک مشرقی پھاٹک کا خیال آیا ... عورت کا انتباہ یاد آیا ... وہ بڑی تیزی سے گاڑی میں بیٹھے اور مشرقی پھاٹک کی طرف چل پڑے ... اور پھر ان کی

حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ پھاٹک سے گزرنے کے لیے انہیں ٹھیک اسی وقت اس میں داخل ہونا پڑا تھا جب وہ شمالی پھاٹک پر کار سے نیچے اترے تھے۔۔۔ یعنی پہلی صورت میں وہ پھاٹک ان کی کار ہی پر آ رہتا۔ یہیں سے مصیبت شروع ہوتی ہے۔۔"

"آہا۔ مصیبت کیوں!" عمران ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"کلیجہ تھامے بیٹھے رہا کرو۔ تم چلتے پھرتے کیوں ہو؟"

شکیل ہنسنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جمیل بھائی جیسے فلسفی کے ذہن پر بھی بُری طرح اثر انداز ہوا۔ تم ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔ وہ اپنا زیادہ وقت لائبریری میں گزارتے ہیں۔ فلسفے سے زیادہ دلچسپی ہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ فلسفی انتہائی درجہ خشک طبیعت رکھتے ہیں۔ مگر اس واقعے نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ وہ دوسرے دن اس ہوٹل میں جا پہنچے جہاں یہ عورت مقیم تھی۔۔۔۔ ایک گھنٹے میں اس سے اور زیادہ متاثر ہو کر واپس آ گئے۔۔۔ آہستہ آہستہ اُن کی عقیدت بڑھتی ہی گئی۔۔۔ اور پھر وہ ایک دن اُسے یہاں لے آئے۔۔۔ امی سے وہ بہت ڈرتے تھے۔ مگر اب یہ حال ہے جیسے انہیں ان کی پروا ہی نہ ہو۔۔"

"مگر اس سلسلے میں عمران اُلّو کا پٹھا کیا کر سکتا ہے؟" عمران جھنجھلا کر بولا: "تم نے مجھے کیوں بلایا؟"

"پوری بات بھی تو سنو پیارے۔۔۔" شکیل مسکرا کر بولا۔

"دو گھنٹے سے تم پوری بات سُنا رہے ہو۔۔۔"

"اچھا اب تم اپنا منہ بند رکھو!" شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"بند ہے" عمران ہونٹ بھینچے بھینچے بولا۔

شکیل نے ایک سگریٹ سلگایا اور تین چار کش لے کر بولا۔ "بات اگر یہیں تک رہتی تو کوئی خاص بات نہیں تھی۔۔۔ دُنیا کے سارے مرد بیوی کی موجودگی میں بھی کسی دوسری عورت کے خواب دیکھتے ہیں اور یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ زندگی میں کب کوئی دوسری عورت داخل ہو جائے۔۔۔؟"

"پھر بات بڑھائی تم نے۔۔۔" عمران میز پر گھونسا مار کر دہاڑا۔

"ارے کہاں میں عورتوں کے داخل خارج کے لیے آیا ہوں۔۔۔ شکیل کے بچے۔۔۔ کام کی بات کرو۔۔"

"معاف کرنا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب بھی تمہیں عورت کے نام سے بخار آ جاتا ہے۔۔۔"

"ملیریا۔۔۔" عمران سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر بولا!

"خیر ہاں تو۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ عورت بڑی پُراسرار معلوم ہوتی ہے۔۔"

"گدھے ہو تم۔ شیکسپیئر تک کو عورتیں پُراسرار معلوم ہوتی تھیں ہر عاشق کو۔۔۔ اس کی۔۔۔ وہ۔۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔ ممبوسہ۔۔۔ ممبوسہ۔۔۔ نہیں کچھ اور کہتے ہیں!۔۔۔ وہ جو عاشق کی۔۔۔ مادہ۔۔۔ ہوتی ہے۔۔۔"

"محبوبہ۔۔۔" شکیل شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"محبوبہ۔۔۔ ہاں تو ہر عاشق کو اس کی محبوبہ پُراسرار معلوم ہوتی ہے۔۔۔ تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہر عاشق محکمہ سُراغرسانی کو رپورٹ کرتا پھرے۔۔۔"

"او۔۔۔ خُدا کے بندے میری بات بھی سُنو۔"

"نہیں سنتا۔۔۔" عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔ "اتنی دیر سے جھک مار رہے ہو۔ مگر ابھی تک تم نے مجھے کوئی خاص بات نہیں سنائی۔"

"اب میں بالکل خاص الخاص بات بتانے جا رہا ہوں۔۔۔ بس منہ بند رکھو۔" شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ بتاؤ اگر تم کسی ایسی عورت کو راتوں میں اٹھ اٹھ کر عمارت کے مختلف گوشوں میں چوروں کی طرح جاتے دیکھو تو کیا کرو گے۔۔۔"

"آہم۔" عمران انگڑائی لیتے لیتے رک گیا۔

شکیل کہتا رہا۔ "جاڑوں کی راتیں ہیں۔۔۔ بارہ بجے تک پوری عمارت قبرستان ہو جاتی ہے اور پھر وہ اپنے کمرے سے نکل کر چوروں کی طرح کچھ تلاش کرتی پھرتی ہے۔۔۔ باریک شعلے والی ٹارچ اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔۔۔ کبھی اُس کی روشنی دیواروں پر رینگتی نظر آتی ہے اور کبھی فرش پر۔ میں تین راتوں سے اُسے دیکھ رہا ہوں لیکن میں نے ابھی تک کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔"

"تم نے بہت اچھا کیا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔ "اور کوئی خاص بات۔"

"وہ کہتی ہے کہ وہ سوئٹزر لینڈ سے تنہا آئی ہے اور یہاں کسی بھی غیر ملکی سے اس کی جان پہچان نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غلط کہتی ہے۔"

"کس بنا پر خیال ہے۔"

"پچھلی شام وہ اور جمیل بھائی۔ تفریح کے لیے باہر گئے تھے اور میں ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ بات یہ ہے کہ جب سے اُس کی راتوں کی مصروفیات میرے علم میں آئی ہیں میں تقریباً ہر وقت اُس پر نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ بہر حال پچھلی شام مجھے شبہ ہوا ہے کہ وہ ایک غیر ملکی کو اشارہ کر رہی تھی۔۔۔ یہ میں نہ بتا سکوں گا کہ وہ انگریز تھا جرمن تھا یا فرانسیسی یا یورپ کے کسی اور ملک کا باشندہ لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس نے اُسے اشارہ کیا تھا۔۔۔"

"کہاں کی بات ہے؟"

"پچھلی شام وہ لوگ نگارو میں تھے۔ یہاں کی بہترین تفریح گاہ۔"

"مگر۔۔۔ یہاں کے بہتیرے بڑے آدمی جمیل سے عار بھی کھانے لگے ہوں گے۔" عمران بولا۔

"قدرتی بات ہے۔ یہاں کے بہتیرے عیاش اور دولت مند لوگوں نے کوشش کی تھی کہ وہ ہوٹل کی رہائش ترک کرکے اُن کے ساتھ قیام کرے۔۔۔ لیکن وہ اس پر تیار نہیں ہوئی تھی۔۔۔ بس یہاں جمیل بھائی کے ساتھ رہا۔ وہ اُن سے کہہ رہی تھی کہ اُسے ہوٹل میں سکون نہیں ملتا۔ جمیل بھائی نے اپنے ساتھ قیام کرنے کی پیش کش کی۔ اور وہ فوراً ہی تیار ہو گئی۔ کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ گویا وہ اس کی منتظر تھی کہ جمیل بھائی اس کے لیے اس سے کہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ شکیل کہتا رہا۔ "اب یہاں اس عمارت میں اس کے معتقدین کی بھیڑ رہتی ہے۔ نو بجے سے بارہ بجے تک۔۔۔ امی کو یہ چیز سخت ناگوار گزرتی ہے لیکن بھائی جان کا [illegible] ہے کہ وہ اُن سے نہیں کہنا چاہتیں۔۔۔ [illegible] انہیں سخت باتیں کہہ دیں۔۔۔ لیکن اگر کبھی انہوں نے ایسی حرکت کی تو خدا کی قسم جمیل بھائی کی گردن اڑا دوں گا!"

"تمہاری سوتیلی ماں ہیں؟" عمران نے کہا۔

"تم نہیں سمجھتے۔۔۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھتا۔۔۔ [illegible] نہیں کہ وہ ہماری سوتیلی ماں ہیں۔ مجھے بڑی [illegible] ہوتی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ وہ میری سوتیلی ماں ہیں۔"

عمران [illegible] شکیل بھی خاموش ہو گیا۔۔۔۔ پھر عمران [illegible] بولا۔ "تم نے اس غیر ملکی کا تعاقب نہیں کیا جسے [illegible] اشارہ کیا تھا۔۔۔"

"[illegible] مجھے۔" شکیل لمبی سانس لے کر بولا۔

"مجھے اس کا تعاقب کرنا چاہیے تھا۔"

"خیر۔۔۔" عمران نے انگڑائی لے کر کہا۔ "میں دیکھوں گا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اُسے اس عمارت میں کس چیز کی تلاش ہو سکتی ہے؟"

"مجھے خود حیرت ہے۔ کیونکہ میں کسی ایسی چیز سے واقف نہیں ہوں، جس میں کوئی غیر ملکی عورت دلچسپی لے سکے اور یہاں تک پہنچنے کے لیے اُسے اتنا لمبا چوڑا ڈراما اسٹیج کرنا پڑے۔"

"ہو سکتا ہے۔ تمہاری امی کسی ایسی چیز سے واقف ہوں۔"

"میں نہیں کہہ سکتا۔۔۔ اور نہ اس تذکرے کو ان کے سامنے چھیڑ سکتا ہوں!"

"کیوں؟"

"اُن کی پریشانی بڑھ جائے گی۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید اُلجھنوں میں پڑیں۔"

"ہوں۔۔۔" عمران پھر کچھ سوچنے لگا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔ "وہ عورت کس نام سے پکاری جاتی ہے۔"

"اسٹاریٹا۔"

"نام سے تو سوئس ہی معلوم ہوتی ہے۔" عمران بڑبڑایا۔۔۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ "کیا وہ لوگوں سے کچھ فیس بھی لیتی ہے؟"

"ہاں۔۔۔ ہاتھ دیکھنے کے پچیس روپے۔۔۔ روحوں سے ملاقات کرانے کے تین سو روپے۔"

"کیا۔۔۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "وہ روحوں سے ملاقات بھی کراتی ہے۔۔۔"

"ہاں۔ میں نے سُنا ہے۔۔۔ اس قسم کا کوئی عمل کرتے دیکھا نہیں ہے۔۔۔"

"اور اس کے باوجود بھی تم۔۔۔ اس سے خائف نہیں ہو۔۔۔ راتوں کو چھپ چھپ کر اس کا تعاقب کیا کرتے ہو۔ بڑے دلیر ہو تم۔"

"یار عمران ڈیئر۔ عورت ہی تو ہے۔۔۔ اگر امی کا خوف نہ ہوتا تو میں خود بھی اس پر عاشق ہو جاتا۔"

"خبردار۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے کیونکہ میں صرف نام ہی سن کر عاشق ہو گیا ہوں۔ اسٹاریٹا۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ کتنی مٹھاس ہے۔۔۔۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے کانوں میں شیرے کی بالٹی الٹ دی ہو۔۔۔"

"تم۔۔۔ اور۔۔۔ عاشق۔۔۔!" شکیل ہنسنے لگا۔

"کیوں۔ کیا برا۔۔۔ کیا مجھے عاشق ہونا نہیں آتا۔۔۔ پہلے نہ آتا ہوگا۔ علاوہ میں بڑی صفائی سے عاشق ہو سکتا ہوں۔۔۔ اب تم مجھے دکھاؤ۔۔۔ اس عورت۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسٹاریٹا۔۔۔ اسٹاریٹا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اس لیے میں اسے حسرت ریٹا کہوں گا۔"

شکیل گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "پندرہ منٹ بعد وہ لان پر نکل آئے گی پھر تم قریب سے اس کے درشن کر لو گے۔"

"پندرہ منٹ بہت ہوتے ہیں۔" عمران سچ مچ عاشقوں کے سے انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

⁂

عمران نے اُسے دیکھا۔۔۔ وہ سچ مچ بہت حسین تھی۔۔۔ نکلتا ہوا قد۔۔۔ متناسب الاعضاء۔۔۔ جسم پر چست لباس۔ شانوں پر ڈھلکتی ہوئی گھونگھریالی زلفیں جن کی رنگت سنہری تھی۔۔۔ خدوخال غیر معمولی جن کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ یعنی الفاظ میں اُن کی تصویر پیش کرنا ناممکن ہے۔۔۔ بہتیرے کہتے ہیں کہ شاید وہ خود بھی کوئی روح ہے۔ خود عمران نے بھی یہی محسوس کیا کہ کچھ دیر دیکھتے رہنے کے باوجود بھی محض یادداشت کے سہارے اس کی شکل و صورت کے متعلق کچھ نہ بتا سکے گا۔ کبھی اس کا اوپری ہونٹ ایک خفیف سے خم کے ساتھ اوپر اٹھ جاتا اور کبھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ناک کی جڑ سے دہانے تک بالکل ہموار ہو۔۔۔ کبھی آنکھیں خوابناک سی معلوم ہوتیں اور ان سے اُداسی جھانکنے لگتی اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے جسم کی ساری حرارت آنکھوں میں کھنچ آئی ہو۔۔۔ نہ جانے کیوں ان بدلتی ہوئی کیفیات کا اثر اس کے خدوخال پر بھی پڑتا تھا۔

وہ لان پر ٹہل رہی تھی۔ اس کے ساتھ جمیل بھی تھا۔ شکیل اور جمیل میں کافی مشابہت تھی۔ ویسے دونوں کی ظاہری حالتوں میں بڑا فرق تھا۔ جمیل کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ مغرور تھا۔ اس کے برعکس شکیل کھلنڈرا اور شوخ معلوم ہوتا تھا۔

"کیا میں جمیل بھائی سے تمہارا تعارف کراؤں۔" شکیل نے عمران سے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔" عمران دانت نکال کر بولا۔ "میں رقیبوں سے متعارف ہونا پسند نہیں کرتا۔"

"کیا مطلب؟"

"میں ابھی اور اسی وقت اِن حضرت کو رقیب ڈکلیر کرتا ہوں۔ کیونکہ پہلی ہی نظر میں اس دلربائے عالم پر عاشق ہو چکا ہوں۔"

"دلربائے عالم۔۔۔ یہ کیا بلا ہے۔۔۔" شکیل پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔

"جاہل۔۔۔ ہو۔۔۔ تم کیا جانو۔۔۔ میں نے اردو کے ایک عشقیہ ناول میں پڑھا تھا۔۔۔ عاشق اپنی معشوقہ۔۔۔ اور۔۔۔ پھر بھول گیا۔۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔ محبوبہ۔۔۔ محبوبہ۔۔۔ کو ستمگر جفا پیشہ۔۔۔ اور دلربائے عالم کہتا ہے۔"

"ابے۔۔۔ قتالۂ عالم ہوگا۔۔۔ عاشق کے بچے۔۔۔"

"ارر۔ ہاں۔۔۔ یہی تھا۔۔۔" عمران حیرت سے بولا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا۔۔۔؟"

"دیکھو ڈیئر۔۔۔ عمران۔۔۔ تم اُسے اُلّو بنایا کرو جو تم سے واقف نہ ہو۔۔۔"

"اچھا تو کوئی ایسا ہی آدمی پکڑ لاؤ۔۔۔ میں اس وقت اُلّو بنانے کے لیے بے چین ہوں۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔"

دفعتاً اسٹاریٹا۔۔۔ اُن کی طرف مڑی۔۔۔ وہ اُس سے تھوڑے ہی فاصلے پر پام کے بڑے گملوں کے درمیان کھڑے تھے۔۔۔ شکیل کو دیکھ کر وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔ وہ کچھ اس طرح ان کی جانب بڑھنے لگی جیسے وہ ارادتاً ایسا کر رہی ہو۔ کچھ یونہی جمیل قدرتی طور پر۔

"ارے باپ رے!" عمران خوف زدہ آواز میں بولا۔

"یہ تو اسی طرف آ رہی ہے!"

"آنے دو۔ میں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔"

عمران نے تاریک شیشوں کی عینک نکال کر لگا لی۔

اسٹاریٹا اُن کے قریب آ کر رک گئی اس کے ساتھ شکیل کا بڑا بھائی جمیل بھی تھا۔

"ہیلو۔۔۔ مسٹر شکیل۔۔۔" ریٹا نے اپنی مسکراہٹ میں کچھ اور زیادہ دلکشی پیدا کر کے کہا۔ "آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوتی۔"

"یہی شکایت مجھے بھی آپ سے ہے۔۔۔" شکیل موم کے ڈھیر کی طرح پگھل گیا۔۔۔

"اوہ۔۔۔" وہ ہنسی۔۔۔ "میں تو یہیں رہتی ہوں۔"

"مگر آپ بہت زیادہ مصروف رہتی ہیں۔" شکیل نے کہا۔

"پھر بھی مجھے توقع ہے کہ آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی۔"

"یقیناً۔" شکیل مسکرایا۔

جمیل اس دوران عمران کو گھورتا رہا تھا جو کسی فوجی کی طرح اٹینشن کی پوزیشن میں کھڑا تھا۔ لیکن جمیل نے شکیل سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔۔۔ وہ دونوں پھر ٹہلتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے۔۔۔ عمران بدستور اسی طرح کھڑا رہا۔۔۔ جب اسٹاریٹا اور جمیل دوسری طرف کی جھاڑیوں میں نظروں سے اوجھل ہو گئے تو شکیل عمران کو جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ "تمہیں تو سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔۔۔"

عمران کسی اکڑی ہوئی لاش کی طرح کھڑا رہا۔

"ارے۔۔۔!" اچانک شکیل بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کی سیاہ عینک کے شیشوں کے نیچے سے موٹے موٹے آنسو ڈھلک رہے تھے۔ پھر اس نے اُس کی عینک اتار لی۔۔۔ عمران کی آنکھیں کچھ ویران سی لگ رہی تھیں اور آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے۔۔۔ شکیل نے ایک قہقہے کے لیے اسٹارٹ لیا۔۔۔ لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے وہ غلطی پر رہا ہو کیونکہ عمران کی سنجیدگی اور آنسوؤں کی روانی میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا تھا۔

"عمران کیا ہو گیا ہے تمہیں!" شکیل اُسے دوبارہ جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "جب مجھے کوئی شعر یاد نہیں آتا تو یہی حالت ہوتی ہے۔۔۔ میری [illegible] عجیب ہے کہ وہ شعر یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ [illegible] تو پھر آواز بنا دے۔۔۔ لیکن پورا شعر یاد نہیں آ رہا۔۔۔ تم بتاؤ میں کیا کروں۔ پچھلے سال ایسے ہی ایک موقع پر مجھے ڈبل نمونیہ ہو گیا تھا۔۔۔"

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔" شکیل بے ساختہ ہنس پڑا۔۔۔

"ارے لعنت ہے تمہاری دوستی پر۔۔۔ میں رو رہا ہوں اور تم ہنس رہے ہو۔۔۔ خدا سمجھے تم سے۔۔۔"

"کیا اس عورت نے تمہیں رونے پر مجبور کیا ہے؟"

"نہیں۔ وہ بے چاری کیوں۔ ویسے وہ مجھے سو فیصد [illegible] معلوم ہوتی ہے۔۔۔ تمہارے بھائی جمیل تھے؟" عمران رومال سے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے بولا!

"تم ہنس کیوں رہے تھے؟"

"میں اس لیے رو رہا تھا کہ یہ مقدر ہی کی خرابی ہے۔۔۔ مجھے ایک ایسے رقیب کو قتل کرنا پڑے گا جو میرے بھائی کا دوست۔۔۔ ارر۔۔۔ دوست کا بھائی ہے۔۔۔"

"کیوں بک رہے ہو۔" شکیل برا سا منہ بنا کر بولا۔

"میں بک رہا ہوں۔" عمران دانت پیس کر بولا۔۔۔ "کیا حق ہے تمہارے بھائی کو۔۔۔ میں نے اس عورت کو آج سے اٹھارہ سال پہلے خواب میں دیکھا تھا۔۔۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ بس تم جلدی سے جوان ہو جاؤ۔۔۔ ہاں۔۔۔ پھر جب میں جوان ہو گیا تو۔۔۔ اس نے ایک رات پھر خواب میں کہا اب تم۔۔۔ جلدی سے بوڑھے ہو جاؤ ہم دوسری دنیا میں ملیں گے۔۔۔ فراڈ سالی کہیں کی۔۔۔ ارر۔۔۔ ہپ۔۔۔ لاحول۔۔۔ شاید محبوبہ کو سالی نہیں کہا جاتا۔ اچھا اب تم مجھے اجازت دو! میں ذرا ہوٹل لائنز تک جاؤں گا۔"

"کیا۔ وہ۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ اب اس کے عقیدت مندوں کی بھیڑ بھاڑ بھی دیکھتے جاؤ۔"

"نہیں۔۔۔ کیا تم مجھ سے ہزاروں قتل کرانا چاہتے ہو۔"

"کیا تم کسی وقت بھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔"

"یہ سوال اس وقت کرنا جب میں کفن میں نظر آؤں۔ اچھا ٹاٹا! میں ایک گھنٹے بعد واپس آ جاؤں گا۔"

عمران تیر کی طرح پھاٹک سے نکلا۔ کچھ دور پیدل چلتا رہا پھر ایک جگہ ٹیکسی مل گئی اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ٹیلیگراف آفس کے سامنے اس نے ٹیکسی رکوائی۔۔۔ اور سیدھا اس کاؤنٹر کی طرف چلا گیا جہاں سے فون پر ٹرنک کال کی جا سکتی تھی۔۔۔ پانچ منٹ بعد وہ طویل فاصلے سے اپنی ماتحت جولیانا فٹز واٹر سے رابطہ قائم کر رہا تھا۔

"جولیانا فٹز واٹر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو۔ شاداب نگر سے۔۔۔ تم اور کیپٹن جعفری پہلے ملنے والے جہاز سے شاداب نگر پہنچو۔۔۔ [illegible] ہے۔ اگر میں عمران پر نظر نہ رکھوں تو۔۔۔ وہ میری آنکھوں میں دھول جھونک جائے۔"

"کیوں۔ یہ کیا ہوا۔۔۔ جناب۔۔۔"

"جی۔ بہتر ہے۔"

"میں نہیں سمجھی جناب۔"

"میں تمہیں ڈسچارج کردوں گا۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"تم ڈی بھتری ہی سے واقف نہیں ہو... میں فرانس، بوہیمیا اور جرمنی کی بات کر رہا ہوں۔"

"اوہ۔ جناب... میں سمجھ گئی... وہ یہاں...؟"

"ہاں۔ یہاں... شاداب نگر میں... لیکن تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیے کہ تمہاری موجودگی میں بھی عمران کو سب سے پہلے اس کا علم ہوا... اور آج وہ دونوں ایک ہی عمارت میں مقیم ہیں۔"

"ٹھیک ہے جناب۔" جولیا کی آواز آئی۔ "کیا آپ نہیں جانتے کہ عمران سر سلطان کا خاص آدمی ہے... اور سر سلطان محکمۂ خارجہ کے سیکرٹری ہیں اور وہ اکثر اُسے ہم لوگوں پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔"

"سر سلطان کی کیا حقیقت ہے میرے سامنے۔" عمران بحیثیت ایکس غرّایا۔ "جب تک میں چاہوں وہ اس عہدے پر رہ سکتے ہیں۔ اچھا اب غیر ضروری باتیں بند۔ تم دونوں جتنی جلد ہو سکے یہاں پہنچو۔ پرنس میں تمہارا قیام ہوگا۔ میں خود ہی تم سے رابطہ قائم کروں گا۔"

"شاید میں آپ کو دیکھ بھی سکوں۔"

"تمہاری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہو سکے گی حالانکہ تم نے مجھے ہزاروں بار دیکھا ہے۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

* *

شام کی چائے عمران کو پھر خاندان والوں ہی کے ساتھ پینی پڑی۔ لیکن جمیل اس وقت بھی ان میں موجود نہیں تھا۔ شکیل نے عمران کو چھیڑنا چاہا لیکن پھر خاموش رہ گیا۔ کیونکہ بیگم جعفری اس وقت بہت زیادہ اُداس نظر آ رہی تھیں۔ عمران سر جھکائے بیٹھا تھا اور اس کی چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی... دفعتاً اس نے خاموشی سے نیا شغل شروع کر دیا... میز پر کہیں کہیں، چند مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں... عمران انھیں پکڑنے کے لیے آہستہ آہستہ چٹکی بڑھاتا اور وہ اُڑ جاتیں... بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو بالکل تنہا محسوس کر رہا ہو۔ شکیل کے علاوہ اور سبھی اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ شکیل کے ہونٹوں پہ شرارت آمیز مسکراہٹ تھی...

"بہت مشکل کام ہے جناب۔" دفعتاً رضیہ بولی اور عمران کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ پھر بیگم جعفری کے سوا اور سب ہنس پڑے۔ عمران بھی ہنس رہا تھا لیکن اس کی ہنسی میں شرمندگی بھی شامل تھی گویا وہ جھینپی ہوئی ہنسی کی ایک شاندار ایکٹنگ تھی۔

"جی... بات یہ ہے کہ..." وہ احمقانہ انداز میں بولا۔ "میں بچپن میں اسی طرح مکھیاں پکڑا کرتا تھا۔ اپنا بچپن مجھے یاد آ جاتا ہے... مجھے اس وقت تک کی باتیں یاد ہیں جب میں ایک سال کا تھا۔"

"خوب...!" بیگم جعفری سنجیدگی سے بولیں۔

"جی ہاں! لوگوں کو یقین نہیں ہوتا۔ مگر جب میں اس زمانے کی باتیں کرنے لگتا ہوں تو میری ممی حیرت زدہ رہ جاتی ہیں... کہتی ہیں... ارے... تو اس وقت صرف چھ ماہ کا تھا۔"

"کمال ہے..." غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی... لیکن عمران صرف بیگم جعفری ہی سے مخاطب رہا... وہ کہہ رہا تھا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے... جب دو برس کا تھا تو اس عمارت میں آیا تھا۔ یہ غالباً ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے یہاں صرف ایک بوڑھی عورت رہتی تھی۔"

"۱۹۳۰ء کی بات کر رہے ہیں آپ؟" بیگم جعفری نے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"تب پھر یہاں آپ کی حیرت انگیز یادداشت آپ کو دھوکا دے رہی ہے۔" انھوں نے مسکرا کر کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔"

"یقین کیجیے... ہم نے یہ عمارت ۱۹۳۰ء میں ایک بوڑھے انگریز سے خریدی تھی۔ وہ یہاں تنہا رہتا تھا... اس کے ساتھ کوئی بوڑھی عورت نہیں تھی۔"

"میں کیسے یقین کر لوں..." عمران بڑبڑایا۔ "میری یادداشت..."

"آپ اپنے بیان کے مطابق صرف دو برس کے تھے؟" بیگم جعفری مسکرائیں۔

"جی ہاں..."

"تب آپ کی یادداشت پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا میں اس وقت جوان تھی۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میری یادداشت..." عمران مغموم آواز میں بڑبڑا کر رہ گیا۔ چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "اچھا اس بوڑھے انگریز کا نام کیا تھا؟"

"مسز گورڈن...؟"

"اُف... فوہ! مجھے مسز گورڈن یاد آ رہا ہے..."

"یہاں کوئی مسز گورڈن نہیں تھی۔"

بیگم جعفری اُسے بولنے کا موقع دیے بغیر لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "اس وقت ہم اس کوٹھی کو خرید کر بڑی مصیبت میں پڑ گئے تھے۔ تم لوگوں کو کیا یاد ہوگا۔ تم سب چھوٹے چھوٹے تھے... جس دن ہم نے کوٹھی خریدی اسی دن پولیس نے یہاں چھاپہ مارا... مگر گورڈن تو جا چکا تھا... بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ انگریز نہیں تھا بلکہ کسی دوسری سلطنت کا جاسوس تھا۔ مہینوں پولیس ہم سے پوچھ گچھ کرتی رہی۔ عجیب مصیبت تھی۔ رات کو سونے لیٹتے ہیں اور پولیس کے آفیسر باہر دستک دے رہے ہیں۔ بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا جیسے پولیس ہم پر بھی شبہ کر رہی ہو...!"

"وہ جاسوس تھا؟" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ لیکن بیگم جعفری اس جملے کا جواب دیے بغیر بولتی رہیں۔

"پولیس والے جب بھی آتے پوری کوٹھی اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دیتے کچھ نہیں تو کم از کم ڈیڑھ سو بار تلاشی لی گئی تھی۔ پھر جب تمہارے پاپا نے وائسرائے سے شکایت کی تھی تب کہیں جا کر یہ سلسلہ ختم ہوا تھا۔"

"فقط وائسرائے۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی مینڈک [illegible] پھدک رہا ہو۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور سب ہنس پڑے... عمران کے چہرے پر بکھری ہوئی حماقت میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔

"کیا آپ نے سچ مچ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی تھی؟" بیگم جعفری نے پوچھا۔

"جی... [illegible] وہاں تعلیم مجھے حاصل کرنی پڑی تھی... خدا نہ [illegible] کسی شریف آدمی کو انگلینڈ... یہ شکیل صاحب تو [illegible] کہ وہاں پکوڑے اور بارہ مسالے کی چاٹ کھانے [illegible] رہا کرتا تھا۔ وہاں جلیبیاں بھی نہیں ملتی تھیں۔ [illegible] ان انگریزوں... مگر اب سنا ہے کہ آج کل وہاں [illegible] جاتا ہے۔"

"ہاں... مجھے یاد آیا۔" شکیل ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا۔ "[illegible] ایک بڑے ہوٹل میں بینگن کا بھرتا طلب [illegible]... بیچارہ ویٹر بینگن کا تلفظ صحیح کرنے کی [illegible]"

بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھتی رہیں... شکیل کے علاوہ اور سبھی عمران کے متعلق اُلجھن ہی میں تھے۔ یہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ عمران آدمیوں کے کس ریوڑ سے تعلق رکھتا ہے۔

عمران نے اب پھر چپ سادھ لی تھی۔

* *

رات کے کھانے کی میز پر بیگم جعفری نہیں تھیں۔ ان کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی۔ لہٰذا دوسرے حاضرین کی بن آئی تھی۔ لڑکیاں عمران کو بات بات پر چھیڑ رہی تھیں۔

"ہمیں حیرت ہے کہ لندن والوں نے آپ کو واپس کیوں آنے دیا!" غزالہ بولی۔

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"وہاں اُس زمانے میں کسی چڑیا گھر میں کوئی کٹہرا خالی نہیں تھا۔" شکیل سنجیدگی سے بولا۔

عمران خاموش ہی رہا... وہ آسانی سے شکیل کی گردن پکڑ سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں وہ ان سب کے قہقہوں کا نشانہ بنتا رہا... غالباً لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شکیل کا کوئی احمق دوست ہے جسے وقت گزاری کے لیے شکیل نے مہمان بنا لیا ہے۔ ان دنوں گھر کی فضا کچھ ماتمی سی رہی تھی۔ عمران کے آنے سے قبل یہاں کوئی دل کھول کر ہنستا ہوا نہیں دیکھا جاتا تھا۔ بیگم جعفری کو شاید ان دنوں قہقہوں سے نفرت ہی ہو گئی تھی۔ اسی لیے وہ زیادہ تر دوسروں سے الگ تھلگ رہتی تھیں...

اس وقت رات کے کھانے پر اُن کی عدم موجودگی میں سبھی دل کھول کر ہنس رہے تھے حتیٰ کہ جمیل کی بیوی رضیہ بھی اپنی ازدواجی زندگی کے پیچیدہ مسائل کو فراموش کر کے بے تحاشا قہقہے لگا رہی تھی۔ ٹھیک اسی وقت جمیل کمرے میں داخل ہوا... وہ تنہا تھا۔ اُسے دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔

"امی کہاں ہیں؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں۔" غزالہ بولی۔ "ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"اوہ۔ اچھا! مگر وہ مجھ سے خفا ہیں... بہرحال اس وقت میں تم سب لوگوں کے پاس ایک درخواست لے کر آیا ہوں۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ ان کی نگاہیں جمیل کے چہرے پر تھیں۔

آپ تشریف رکھیے نا۔۔۔" عمران اپنی کرسی چھوڑ کر اُٹھتا ہوا بولا۔ وہ کھانا ختم کر چکے تھے اور اب انھیں کافی کا انتظار تھا۔

"آپ تشریف رکھیے۔۔۔ معاف کیجیے گا آپ میرے لیے اجنبی ہیں۔ شکیل میاں نے بھی آپ کا تعارف نہیں کرایا۔"

"ارے۔۔۔ میں۔۔۔ میرا تعارف!۔۔۔ عمران۔۔۔! یعنی کہ میرا نام عمران ہے۔"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔۔۔ تشریف رکھیے۔ آپ یقیناً شکیل کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔"

"جی ہاں۔۔۔ مجھے اس کا۔۔۔ خفر حاصل ہے۔۔۔" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

"فخر جناب۔۔۔" رضیہ نے ٹوکا۔

"اور۔۔۔ تو میں نے کیا کہا تھا۔۔۔" عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"آپ ڈیوٹ ہی خاموش رہیے!" شکیل بولا۔ چند لمحے جمیل کو گھورتا رہا پھر اس سے پوچھا! "آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"آخر تم لوگ اشاریتا سے نفرت کیوں کرتے ہو! اُسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ آج تک میری نظروں سے اتنی ذہین عورت نہیں گزری۔"

"کیا اس سے پہلے بھی کچھ عورتیں آپ کی نظروں سے گزر چکی ہیں؟" رضیہ نے طنزآمیز لہجے میں پوچھا!

"اوہ۔۔۔" یک بیک جمیل اس طرح سمٹ گیا جیسے رضیہ نے اُسے تھپڑ مارا ہو۔ اس کے چہرے پر اضمحلال طاری ہو گیا۔ وہ چند لمحے سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا ہوا اٹھ گیا۔۔۔ لیکن ابھی دروازے سے باہر نہیں نکلا تھا کہ عمران اس کی طرف جھپٹا۔۔۔ پھر وہ دونوں ساتھ ہی ساتھ کمرے سے باہر نکلے۔

"فرمایئے؟" جمیل راہداری میں رک گیا۔۔۔

"آپ کو دیکھ کر نہ جانے کیوں۔۔۔ میرا دل آپ کی طرف کھنچتا ہے۔۔۔ آپ نے بُرا تو نہیں مانا!۔۔۔ اُف نہ ۔۔۔ دیکھیے میں کتنا بے وقوف آدمی ہوں۔۔۔ اگر آپ کو میری حرکت پر غصہ آئے تو مجھے معاف کر دیجیے گا۔"

"میں نہیں سمجھا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔"

"مجھے زیادہ پڑھنے لکھنے والوں سے بڑی محبت ہے۔ شکیل نے بتایا تھا کہ آپ بہت پڑھتے ہیں۔"

"نہیں، کچھ اتنا زیادہ نہیں!" جمیل ہنسنے لگا "پڑھنے کے لیے اگر عمرِ جاوداں بھی ملے تو کم ہے۔"

"سبحان اللہ۔ کتنا عظیم۔۔۔ اور فلسفیانہ خیال ہے۔"

"آپ کو فلسفے سے دلچسپی ہے۔"

"بہت زیادہ۔"

"تب تو حیرت ہے کہ شکیل سے آپ کی دوستی کیوں کر ہوگئی۔"

"میرے مقدر کی خرابی جناب۔ وہ مجھے بالکل گھو سمجھتا ہے۔"

"اوہو۔ آیئے تو ہم۔۔۔ یہاں کھڑے کیوں ہیں۔ میں آپ کو اپنا ورک دکھاؤں گا۔"

"میری خوش نصیبی ہے۔۔۔ چلیے۔" عمران بڑبڑاتا ہوا اس کے ساتھ چلنے لگا۔ "میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے۔ کاش اپنے یہاں بھی کوئی اور بجنس تھنکر پیدا ہو گئے۔"

"ہر ذی ہوش آدمی کی یہی خواہش ہونی چاہیے۔" جمیل نے کہا۔ "مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم من حیث القوم احساسِ کمتری کا شکار ہیں۔"

"جی ہاں۔۔۔ اور کیا؟"

"آپ شکیل کے بے تکلف دوستوں میں سے ہیں؟"

"جی ہاں۔ شکیل مجھ سے بہت زیادہ بے تکلف ہے۔"

"کیا آپ میرے لیے اُسے کچھ سمجھا سکیں گے؟"

"کیوں نہیں!۔۔۔ ضرور۔۔۔ ضرور!"

"ٹھہریے! ہم اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ میرا خیال ہے آج صبح آپ بھی لان پر تھے۔ جب شکیل نے اشاریتا سے گفتگو کی تھی۔"

"اشاریتا!" عمران نے اس انداز میں دُہرایا جیسے اس لفظ کا مطلب اس کی سمجھ میں نہ آیا ہو۔

"جی ہاں۔۔۔ وہ عورت جو میرے ساتھ تھی۔"

"اوہو۔۔۔ وہ انگریز عورت؟"

"انگریز نہیں! سوئس ہے۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ میں نے اُسے دیکھا تھا۔"

"وہ بہت ذہین عورت ہے۔ چند دنوں کے لیے

مہمان ہوئی ہے۔ لیکن گھر والوں کو یہ پسند نہیں ہے۔"

"ارے یہ وہی عورت تو نہیں! جس کے متعلق شکیل نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہاتھ دیکھ کر مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتی ہے اور چراغ کی لو پر روحوں سے ملاقات کراتی ہے؟"

"جی ہاں لیکن مجھے اِس مشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو اس کی علم دوستی اور ذہانت کا قدرداں ہوں۔۔۔!"

"پھر میں شکیل کو کیا سمجھاؤں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

جمیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک کمرے کے دروازے سے پردہ ہٹاتے ہوئے اس نے عمران کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔ یہ کمرا کافی کشادہ تھا۔ مگر عمران کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ لائبریری تھی یا خواب گاہ۔ یہاں ایک طرف ایک پلنگ بچھا تھا جس پر بستر موجود تھا۔ اور چاروں طرف دیوار سے بڑی بڑی الماریاں لگی کھڑی تھیں۔ ان الماریوں میں کتابیں تھیں۔ ایک طرف ایک بڑی میز پر اخبارات اور رسائل کے ڈھیر تھے۔

"تشریف رکھیے۔" جمیل نے پلنگ کے قریب پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران بیٹھ گیا۔ پھر جمیل نے خود ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا!

"میرے خاندان کی عورتیں اشاریتا سے نفرت کرتی ہیں اور اشاریتا چاہتی ہے کہ وہ اس ملک کی عورتوں سے یہاں کے رسم و رواج کے متعلق معلومات حاصل کرے؟"

"قدرتی بات ہے۔"

"لیکن میرے گھر کی عورتیں اس کی صورت تک دیکھنے کی روادار نہیں ہیں۔۔۔ آپ خود سوچیے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے تمھارے گھر والے تمھاری طرح خوش اخلاق کیوں نہیں ہیں۔۔۔؟"

"ضرور کہتی ہوگی لیکن آپ کی بیگم! میرا خیال ہے ۔۔۔ [illegible] پسند نہیں کرتیں۔"

"آپ [illegible] تھا۔۔۔ رضیہ کا جملہ۔" جمیل مایوسانہ [illegible] بولا۔ "وہ سمجھتی ہے شاید میں اشاریتا سے خصوصی [illegible] رکھتا ہوں۔"

"[illegible] آپ؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"[illegible]۔۔۔؟"

"[illegible]" عمران [illegible] سا منہ بنا کر بولا۔

"[illegible]۔۔۔؟"

"[illegible] ہے۔"

"معاف کیجیے گا آپ عجیب آدمی ہیں۔"

"عجیب ترین کہیے۔" عمران سر ہلا کر بولا "عورتوں کے ساتھ بے کار وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔۔۔ اب یہی ہے۔۔۔ کیا نام اشاریتا۔۔۔ نہیں بہرحال جو کچھ بھی نام ہو۔"

"اشاریتا!" جمیل بڑبڑایا۔

"جی ہاں۔ جب سے میں نے اُسے دیکھا ہے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے میرے سینے میں۔۔۔؟"

"میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔۔۔" جمیل نے مایوسی سے کہا۔۔۔ "اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے" عمران نے خوش اخلاقی سے کہا۔ "اشاریتا سے میرا تعارف کرا دیجیے۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں؟" جمیل غصیلی آواز میں بولا۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں۔۔۔ ابھی میرا عشق تیسرے اسٹیج میں نہیں پہنچا؟"

"آپ تشریف لے جایئے یہاں سے! اگر آپ شکیل کے مہمان نہ ہوتے تو۔۔۔"

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ۔" جمیل عمران کو خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر بولا۔

"میم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں۔"

"اچھا!" جمیل اُٹھتا ہوا بولا! اسی کے ساتھ عمران بھی اُٹھا! وہ راہداری ہی میں تھے کہ انھیں ایک چیخ سنائی دی۔۔۔ اور جمیل بے تحاشا آواز کی طرف دوڑنے لگا۔ پھر عمران نے اُسے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا اور اسی کمرے سے پھر کسی عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ عمران بھی جھپٹ کر جمیل کے پیچھے ہی پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔

کمرے میں ایک چھوٹی میز پر تین چراغ روشن تھے۔۔۔ اور اشاریتا سامنے والی دیوار سے لگی کھڑی تھی۔۔۔

"کیا بات ہے!۔۔۔" جمیل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ لیکن نہ تو اشاریتا کوئی جواب دیا اور نہ ہی اس کے جسم ہی میں حرکت ہوئی۔ وہ دونوں اس کے قریب پہنچ چکے تھے! ۔۔۔ عمران نے دیکھا کہ اشاریتا کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا ہے اور

آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی ہیں جیسے اُسے کوئی خوفناک چیز نظر آگئی ہو۔ وہ پلکیں بھی جھپکا رہی تھی اور اس کی آنکھیں تینوں چراغوں پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ یہ سیاہ رنگ کے تین دیے تھے! جن میں تیل میں ڈوبی ہوئی تین روئی کی بتیاں روشن تھیں۔

جمیل نے پھر اُسے مخاطب کیا۔ انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے وہ دُور کے کسی آدمی کو پکار رہا ہو۔ دفعتاً اشاریتا چونک پڑی اور پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "اوہ۔۔۔ مسٹر جمیل۔۔۔ خدا کے لیے ان چراغوں کو بجھا دو۔"

"کیا بات ہے؟"

"بجھا دو۔۔۔" اشاریتا دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چیخی۔

جمیل چراغوں کی طرف مڑا اور جھک کر پھونکیں مارنے لگا۔۔۔ لیکن وہ اُن میں سے ایک کو بھی نہ بجھا سکا۔ پھونکوں کی زد پر آئی ہوئی لوئیں منتشر سی ہوتی ہوئی معلوم ہوتیں لیکن پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتیں۔۔۔

پھر عمران نے جمیل کو پیچھے ہٹتے دیکھا۔۔۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے تھے۔۔۔ عمران کو حیرت ضرور ہوئی تھی لیکن اس نے خود اُن چراغوں کو بجھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس نے اشاریتا کی طرف دیکھا جو اپنے چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے ہوئے تھی اور اب پھر اس کی حالت پہلے کی سی نظر آرہی تھی!۔۔۔ دفعتاً اس نے چیخ کر کہا۔۔۔

"نکلو یہاں سے۔۔۔ نکلو جلدی!"

اور خود بھی دروازے کی طرف جھپٹی۔۔۔ جمیل اس کے پیچھے تھا۔ عمران بھی چپ چاپ باہر نکل آیا۔۔۔ اور اشاریتا نے کچھ ایسے انداز میں دروازہ بند کیا جیسے کمرے سے کوئی چیز نکل کر اس پر حملہ کرنے والی ہو۔۔۔ عمران خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا۔ اشاریتا اور جمیل دونوں بُری طرح خوفزدہ نظر آرہے تھے۔۔۔ جمیل اُسے سہارا دے کر اپنی خوابگاہ کی طرف جانے لگا۔ عمران اُس کے پیچھے چلتا رہا۔۔۔ دفعتاً جمیل اس کی طرف مُڑ کر بولا۔

"آپ کہاں آرہے ہیں۔۔۔"

"میرے لائق کوئی خدمت" عمران نے بڑے سعادتمندانہ انداز میں پوچھا۔

"جی نہیں۔۔۔ آپ جا سکتے ہیں" جمیل نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔ عمران جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز سی مسکراہٹ تھی۔ جمیل نے اشاریتا سمیت خوابگاہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

عمران نے فون پر نمبر ڈائل کیے اور دُوسری طرف سے اس کی ماتحت جولیا نا فٹز واٹر کی آواز آئی!

"ایکس ٹو اسپیکنگ" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"یس سر"

"میں صبح سے کئی بار رِنگ کر چکا ہوں"

"جی ہاں۔ میں جعفری منزل کے متعلق معلومات فراہم کر رہی تھی"

"کیا معلوم کیا؟"

"سن ۱۹۳۰ء میں خان بہادر عقیل جعفری نے یہ عمارت ایک غیر ملکی سے خریدی تھی جو خود کو انگریز ظاہر کرتا تھا۔ اور شہر والے اُسے ایک ماہر انجینئر کی حیثیت سے جانتے تھے۔۔۔ لیکن حقیقتاً وہ ایک جرمن جاسوس تھا۔ جو پہلی جنگِ عظیم کے زمانے ہی سے یہاں مقیم تھا۔۔۔ یہ راز اس وقت کھلا جب وہ اس عمارت کو فروخت کر کے غائب ہو چکا تھا۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ میری معلومات اس سے مختلف نہیں ہیں" عمران بولا۔ "لیکن پولیس اس عمارت کی تلاشی کیوں لیتی رہی تھی؟"

"مجھے ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا"

"معلوم کرو۔ یہ بہت ضروری ہے"

"میں ڈی تھری بی کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں جناب۔ کیا وہ بہت بوڑھی ہے"

"نہیں تمہاری ہی جیسی عمر ہوگی۔۔۔" عمران نے جواب دیا

"میں یقین نہیں کر سکتی۔ جناب"

"خود جا کر دیکھ لو" عمران بولا۔ "اُن لوگوں کی بھیڑ میں مل کر چلی جاؤ جو اس سے اپنے مستقبل کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں"

"بہت بہتر۔ میں اُسے قریب سے دیکھوں گی۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے آپ کے بیان پر یقین نہیں آیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ یورپ میں ڈی تھری بی کا نام بہت عرصے سے سُنا جاتا ہے۔ اس حساب سے اُسے کم از کم ڈیڑھ سو سال کی ہونا چاہیے"

"کیا تمہیں نہیں معلوم اس گروہ پر حکومت کرنے وال ڈی تھری بی کہلاتی ہے۔ خواہ اُس کا پیدائشی نام کچھ ہو۔۔۔ دُوسری جنگِ عظیم کے زمانے میں یہ گروہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ اور اس زمانے کی ڈی تھری بی اپنے ایک دلیر ترین ماتحت الفانسے کے ساتھ جرمنی سے فرانس بھاگ گئی تھی۔ پھر اس نے وہاں ایک جرمن جاسوس کے فرائض انجام دیے۔ دُوسری جنگِ عظیم میں فرانس کی تباہی کی ذمے دار زیادہ تر یہی عورت رہی تھی۔ ایک بار اچانک اس کی موت کی خبر بھی مشہور ہوگئی تھی لیکن اس کی صداقت میں دُنیا کے سارے ممالک کو شبہ ہے کیونکہ آج تک اس کی موت کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں مل سکا"

"مگر اس عورت کی پہچان کیا ہے جناب" دُوسری طرف سے آواز آئی۔

"سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ اس کی کوئی پہچان نہیں ہے۔ اگر تم اس کا حلیہ لکھنے بیٹھو تو تمہیں دانتوں پسینہ آجائے۔۔۔ تم اس کا صحیح حلیہ نہیں بیان کر سکتیں۔ قریب سے وہ کچھ معلوم ہوتی ہے دُور سے اور کچھ معلوم ہوتی ہے۔ مختلف پہلوؤں سے بالکل مختلف نظر آئے گی"

"بڑی عجیب بات ہے"

"تم دیکھو تو اُسے۔۔۔ نہایت آسانی سے دیکھ سکتی ہو۔ مقدر کا حال معلوم کرنے کی بھیڑ کے ساتھ تم جعفری منزل تک پہنچ سکتی ہو۔ وہ خود کو ایک سوئیس عورت ظاہر کرتی ہے۔ تم بھی سوئیس ہو لہٰذا تم اس سے گُھل مِل بھی سکتی ہو"

"بہت بہتر جناب۔ میں ایسا ہی کروں گی!"

عمران نے سلسلہ منقطع کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر رُک گیا۔

"ہیلو جولیا!"

"یس سر!"

"اب تم لوگ اس ہوٹل کو چھوڑ کر ایمپائر میں آجاؤ"

"بہت بہتر جناب" دُوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

▼ ▼

اُسی شام کو عمران نے شکیل کو بڑی بدحواسی کے عالم میں دوڑتے دیکھا وہ عمارت کے اُس حصے سے آرہا تھا جہاں جمیل رہتا تھا۔

"اوہ۔۔۔ عمران۔۔۔!" وہ اُسے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ "جمیل بھائی خطرے میں ہیں! چلو۔۔۔"

پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا اسی طرف لے جانے لگا جدھر سے دوڑتا ہوا آیا تھا۔

"کیا بات ہے! کچھ بتاؤ گے بھی؟"

"وہ اپنی خوابگاہ کا دروازہ اندر سے پیٹ پیٹ کر چیخ رہے ہیں اور میں نے روشندان سے دُھواں نکلتے دیکھا ہے"

راہداری کے موڑ پر عمران کو بھی جمیل کی چیخیں سُنائی دیں۔۔۔ خوابگاہ کا دروازہ بند تھا۔ اور اُسے اندر سے پیٹا جا رہا تھا۔۔۔ اور روشندان سے دُھواں نکل کر فضا میں چکرا رہا تھا۔۔۔

"یہ دروازہ اندر سے بند ہے!۔۔۔" عمران نے کہا۔

"پتا نہیں کیا معاملہ ہے۔۔۔ خدا کے لیے جلدی کرو" شکیل کا دم پھولا ہوا تھا۔

"اندر سے کھولو!" عمران دروازے پر ہاتھ مار رہا تھا۔

"نہیں کھلتا۔۔۔" جمیل گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"اچھا پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔ دروازے سے الگ ہٹو!"

عمران نے پانچ قدم پیچھے ہٹ کر بائیں شانے سے دروازے پر ٹکریں مارنی شروع کر دیں۔۔۔ دروازے کے پاٹ چرچرا کر ٹوٹ گئے۔۔۔ اندر دھواں بھرا ہوا تھا۔۔۔ اور جمیل کی کتابوں کی الماریاں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں! شکیل نے جمیل کو کھینچ کر باہر نکالا۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ اشاریتا بھی ہے اندر۔۔۔!"

"آپ یہیں ٹھہریے۔" ۔۔۔ شکیل کہتا ہوا پھر اندر گھس گیا۔۔۔ لیکن اس بار یہاں کا منظر پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھا۔۔۔ اشاریتا فرش پر چت پڑی تھی اور عمران اسی کے قریب اس طرح آنکھیں بند کیے اور ہاتھ جوڑے دوزانو بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے پوجا کر رہا ہو اور اس کے سر پر دھواں چکراتا پھر رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" شکیل پھر اسی پر چیخا۔

"پوجا۔۔۔" عمران انگریزی میں بڑبڑایا۔ "ایک جلتی ہوئی الماری ہم دونوں پر دھکیل دو پھر میں دیکھوں گا کہ رقیب روسیاہ کہاں تک ہمارا تعاقب کر سکتا ہے۔"

"خدا کے لیے۔" شکیل بے بسی سے بولا۔ "کیا تم پاگل ہو گئے ہو! آگ پورے کمرے میں پھیل رہی ہے۔۔۔"

"پھیلنے دو۔۔۔ جاؤ یہاں سے!" عمران پھر انگریزی میں بولا۔ "تم میرے رقیب کے بھائی ہو۔۔۔ اس لیے میں تم سے نفرت کرتا ہوں! میں خود ہی اشاریتا کے کپڑوں میں آگ لگا کر یہیں جل مروں گا۔"

دفعتاً اشاریتا نے کراہ کر کروٹ بدلی اور پھر یک بیک بوکھلا کر اُٹھ بیٹھی۔ مگر عمران کی حالت میں اتنی تبدیلی ہوئی کہ اب اُس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔۔۔ اشاریتا نے سہمی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر اُچھل کر دروازے کی طرف بھاگی۔

"خدا سمجھے تم سے۔" عمران دانت پیس کر بولا۔ "شکیل کے بچے آخر ہونا رقیب کے بھائی۔" پھر پانچ چھ ملازم ہاتھوں میں پانی کی بالٹیاں لٹکائے ہوئے اندر گھس آئے۔۔۔

آگ پر جلد ہی قابو پا لیا گیا۔۔۔ تین الماریاں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو چکی تھیں، دو گھنٹے بعد۔ جمیل عمران کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں اپنی محبوبہ کو جل کر مر جانے دیتا۔" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا اور شکیل ہنسنے لگا۔

اس وقت کمرے میں بیگم جعفری بھی موجود تھیں! انھوں نے عمران کے اس جملے کو بڑی حیرت سے سُنا۔ رضیہ کے چہرے پر اب بھی ہوائیاں اُڑ رہی تھیں اور وہ قطعی خاموش تھی۔ غزالہ اور رُوحی آہستہ آہستہ سرگوشیاں کر رہی تھیں۔ ان میں اشاریتا موجود نہیں تھی۔

"کیا تم اب بھی اس عورت کو یہاں سے نہیں نکالو گے؟" بیگم جعفری نے جمیل سے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے امی؟" جمیل نے مغموم آواز میں جواب دیا۔ "میں خود ہی درخواست کر کے اُسے یہاں لایا تھا۔ اب میں کس منہ سے کہہ سکتا ہوں! لیکن اگر وہ خود ہی جانا چاہے گی تو میں اُسے روکوں گا نہیں۔ آپ یقین کیجیے۔"

"جمیل کیوں میری زندگی کے پیچھے پڑے ہو؟"

"امی۔ خدا کے لیے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ یہ شرافت سے بعید ہے کہ میں اُسے یہاں سے چلے جانے کو کہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اب وہ خود بھی یہاں نہ رُکے گی۔"

"یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں؟" شکیل نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اچھا بس۔" جمیل ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔" پھر وہ کمرے سے چلا گیا۔

بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور نڈھال سی ہو کر آرام کرسی میں گر گئیں۔

"شکیل کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟" دفعتاً عمران نے اُن سے پوچھا۔

"جی۔!" بیگم جعفری سیدھی بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "میں آپ کا سوال نہیں سمجھی۔"

"یعنی، کیا یہ حضرت آپ کے فرمانبردار۔۔۔"

"مجھے کسی سے بھی فرمانبرداری کی خواہش نہیں ہے لیکن میں انھیں غلط راہوں پر نہیں دیکھ سکتی!"

"یار تم کہاں کی باتیں لے بیٹھے۔" شکیل جلدی سے

"آخر یہ دونوں کمرے میں کیا کر رہے تھے؟ آگ کیسے لگی! اشاریتا بے ہوش کیوں ہو گئی تھی؟"

"اب تک جو کچھ بھی ہوا۔ میں اس پر خاک ڈالتا ہوں بس اب تم دونوں بھائی ریتا سے دستبردار ہو جاؤ۔ وہ میری ہے اور ہمیشہ میری ہی رہے گی۔"

بیگم جعفری اس جملے پر ہکا بکا رہ گئیں۔ وہ اس طرح پھاڑ کر عمران کو گھور رہی تھیں۔ جیسے اس کے سر پر سینگ آ گئے ہوں۔

"اوہ۔۔۔ ساتھی؟" شکیل بے ساختہ ہنس پڑا۔ "آپ اس کی باتوں میں نہ آئیے۔ یہ اس صدی کا سب سے بڑا مکار آدمی ہے۔"

"خدا جانے تم لوگ کیا کر رہے ہو۔" بیگم جعفری نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا اور اُٹھ کر چلی گئیں۔ اُن کے ساتھ ہی رضیہ بھی اُٹھی تھی۔ لیکن غزالہ اور رُوحی وہیں بیٹھی رہیں۔

"تم کیوں فضول بکواس کر رہے ہو۔" شکیل نے عمران سے کہا۔

"ہائیں۔ یہ بکواس ہے!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "یہ میری زندگی اور موت کا جواب ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔ سوال ہے۔۔۔"

"تم لوگ جاؤ۔" شکیل نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ بُرا سا منہ بنائے ہوئے طوعاً و کرہاً اُٹھیں اور باہر چلی گئیں۔

"اب بکو! کیا بک رہے تھے؟" شکیل عمران کو گھونسا دکھاتا ہوا بولا۔

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ فی الحال اُن دونوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دو۔"

"مگر آگ کیسے لگی تھی؟"

"آٹھ بجے تک میں تمھیں بتا دوں گا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لہٰذا اس سے پہلے مجھے بور کرنے کی کوشش نہ کرو۔"

"تم نے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔۔۔ وہ پچھلی رات کو تقریباً دو بجے [illegible] حالت میں چکراتی پھر رہی تھی۔"

"اچھا ایسا ہوا ہو گا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اور اس [illegible] رہے گا جب تک کہ وہ اپنے مقصد میں [illegible] ہو جائے۔"

"کاش تم اس مقصد ہی پر روشنی ڈال سکتے۔" شکیل بولا۔ "[illegible] کے انڈے تلاش کرتی ہے۔ اب بس مجھے [illegible] جانے کہ یہ تلاش کرنے لگے گی۔"

"[illegible]" ۔۔۔ عمران بھی کچھ سوچنے لگا تھا۔

• •

"[illegible] ۔۔۔" عمران سر کھجانے کے لیے [illegible] کام؟ اس کے [illegible]

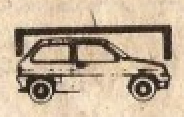

سیلز مین تقریباً ایک گھنٹے سے اس موٹر کار کی تعریف میں رطب اللسان تھا جسے وہ فروخت کرنا چاہ رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ اس کی قیمت تو سو پچاس پونڈ ہے۔" گاہک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "کیا اس میں کچھ شامل ہے؟"

"نہیں جناب، ٹائروں کی قیمت اس میں شامل نہیں ہے۔"

"ارے۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" خریدار چلایا۔ "تصویر میں کار کے ساتھ ٹائر بھی ہیں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے جناب، تصویر میں تو کار کے اندر ایک خوبصورت لڑکی بھی بیٹھی ہوئی ہے۔" سیلز مین نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"میں اپنے مقدر کا حال معلوم کرنے آئی ہوں۔۔۔"

"مگر کیا تم نے پھاٹک پر وہ بورڈ نہیں دیکھا جس پر تحریر ہے کہ مس اشاریتا بیمار ہو گئی ہیں اس لیے کسی سے نہیں مل سکتیں۔"

"مجھ سے وہ ضرور ملے گی۔ میں اس کی ہم وطن ہوں۔" بڑھیا نے جواب دیا۔

"کیا تم تنہا ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"تمھیں اس سے کیا سروکار۔۔۔"

"میں تمھیں اندر نہیں جانے دوں گا۔"

"دیکھتی ہوں کیسے روک سکتے ہو۔۔۔"

"میرے پاس ایک تھیلا ہے اس میں تقریباً ڈیڑھ درجن شہد کی مکھیاں ہیں۔۔۔ اور تم ویسے ہی کافی شہد واقع ہوئی ہو۔ اگر تم نے ذرہ برابر بھی بے ہودگی کی تو۔۔۔ سمجھ تو گئے۔۔۔ کیپٹن جعفری باہر موجود ہے۔۔۔"

"اس کی مونچھیں مجھے پسند ہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم مجھے بالکل اچھی نہیں لگتیں۔۔۔"

عمران دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ روش تنگ تھی کیونکہ دونوں طرف مہندی کی باڑھیں تھیں، راستہ مسدود ہو گیا تھا۔

"میں سچ کہتی ہوں۔ تمھیں پچھتانا پڑے گا۔"

"میں تم سے شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "ویسے اگر تم اپنا مقصد بتا دو تو شاید میں راستے سے ہٹ جانے کے امکانات پر غور کرنا

ضروری سمجھوں۔"

"یہاں تمہاری موجودگی کیا معنے رکھتی ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں یہاں مینڈکوں کے عروج و زوال پر غور کرنے کے اکٹھا آیا ہوں۔"

"اور میں اس لیے آئی ہوں کہ تمہیں مینڈکوں کا لیڈر بنا کر کسی گندے تالاب میں دھکا دے دوں۔"

"گندے تالاب میں تو میں اس بچے کو دھکا دوں گا جو خوامخواہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ سامنے آسکے۔ آخر کب تک۔ ایک نہ ایک دن۔۔۔ تم جانتی ہو نا۔ میں عمران ہوں۔۔۔ تمہیں کئی بار میرا تجربہ ہو چکا ہے۔"

جولیا کچھ سوچنے لگی پھر مسکرا کر بولی۔ "کیا اس عمارت کے مکینوں سے تمہارے تعلقات ہیں۔"

"یہ عمارت۔ ہاں۔ یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے شکیل جعفری۔"

"اور یہ اسٹاریٹا تمہارے ہی ایما پر یہاں آئی ہے۔"

"ہاں۔ بالکل۔۔۔ کیونکہ میں اس سے وہ کرنے لگا ہوں۔۔۔ کیا کہتے ہیں اسے یعنی وہ جس میں راتوں کو نیند نہیں آتی۔۔۔ کچھ ہائے وائے بھی کرنی پڑتی ہے۔۔۔"

"تم جیسے ڈفر کو وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔" جولیا مسکرا کر بولی۔

"تم بھلا میرے دل کا حال کیا جان سکتی ہو۔" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلے لہجے میں کہا۔

جولیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ شکیل اسی روش پر آ نکلا۔ عمران ابھی تک اسی طرح ہاتھ بھینچے کھڑا تھا۔ شکیل تیز قدموں سے چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔

"اوہ۔ ہیپ۔" عمران دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف مڑا اور اردو میں بولا۔ "یہ دیکھو۔ یہ لڑکی بھی اسٹاریٹا ہی کی طرح سوئس ہے کیسی لگتی ہے تمہیں؟"

شکیل اس غیر متوقع سوال پر بوکھلا گیا۔ جولیا بھی کم حسین نہیں تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" شکیل نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مزے کر رہا ہوں۔ اگر تم اس لڑکی کو مہمان بنا لو تو تمہاری امی کا ہارٹ فیل ہو سکتا ہے۔"

"کیا بکتے ہو۔۔۔"

"تجربے کے طور پر میری جان۔"

"بکواس مت کرو۔ بتاؤ یہ کون ہے۔"

جولیا اردو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ اس نے اکتا کر کہا۔ "میں مس اسٹاریٹا سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"اوہ۔۔۔ آپ نے وہ بورڈ نہیں دیکھا۔" شکیل گڑبڑا کر بولا۔

"میں اس کی ہم وطن ہوں۔ وہ مجھ سے ہر حال میں ملے گی۔"

"اچھا دیکھیے۔ میں اطلاع پہنچاتا ہوں۔ آپ کا کارڈ۔۔۔"

جولیا وینٹی بیگ سے اپنا کارڈ نکالنے لگی۔

شکیل اس کا کارڈ لیتا ہوا بولا۔ "چل کر بیٹھیے اندر۔ یہاں اس طرح کھڑے رہنا تو اچھا نہیں معلوم ہوتا!"

"یہ آدمی میرا راستہ روکے ہوئے ہے۔" جولیا عمران کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے بولی۔

"کیا پہلے سے تمہاری جان پہچان ہے؟" شکیل نے عمران سے اردو میں پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ ویسے یہ لڑکی مجھے تمہارے لیے اچھی لگتی ہے اگر اسے مہمان بنانے کا ارادہ ہو تو میں اس کو اسٹاریٹا سے نہ ملنے دوں۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" شکیل جھنجھلا گیا۔ پھر اس نے جولیا سے انگریزی میں کہا۔ "آیئے چلیے۔"

عمران ایک طرف ہٹ گیا۔ جولیا شکیل کے ساتھ چلی گئی۔ عمران وہیں روش پر ٹہلتا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد جولیا واپس آئی۔ شکیل اس کے ساتھ تھا!

"کیوں کیا ہوا؟" عمران نے اردو میں پوچھا۔

"اس نے ملنے سے انکار کر دیا۔" شکیل نے جواب دیا۔

"اچھا اب تم براہ کرم واپس جاؤ۔۔۔ تم بالکل گدھے ہو اور میرا کھیل بگاڑ دو گے۔ قطعی نہیں۔ کچھ نہیں بس چلے ہی جاؤ۔ ورنہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

شکیل خاموشی سے رہائشی عمارت کی طرف مڑ گیا۔

عمران جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"تم اسٹاریٹا سے کیوں ملنا چاہتی ہو۔ کیا تمہارے چیف آفیسر سے تمہیں کوئی ہدایت ملی ہے۔"

"وہ چوہا ہی سہی۔" جولیا جھلا سا منہ بنا کر بولی۔ "لیکن کیا وہ بھوت کی طرح تم پر سوار نہیں رہتا۔۔۔ کیا اس نے تمہارے منہ سے شکار نہیں چھینے ہیں۔"

"اوہ۔۔۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے تسلیم ہے لیکن میں اسے کسی دن روشنی میں لا کر ذلیل کروں گا۔۔۔ میرا نام عمران ہے۔"

"تمہارے فرشتے بھی ہمارے چیف آفیسر تک نہیں پہنچ سکیں گے۔" جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"بہت جلد۔ مستقبل قریب میں۔ ویسے کیا اسی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔"

"یہی سمجھ لو۔۔۔ پھر میری آمد کا مقصد واضح ہو جائے گا۔۔۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم سمجھو یا نہ سمجھو۔ ایکس تو خوب سمجھتا ہے۔ اور تم اتفاق سے نادانستہ طور پر اسی کے لیے کام کر رہے ہو۔"

"اس کی ایسی کی تیسی۔" عمران بری طرح جھنجھلا گیا۔ "اگر وہ اس معاملے میں دخل انداز ہوا تو میں اس کی دھجیاں بکھیر دوں گا۔"

"روتے کیوں ہو بے بی۔" جولیا ہنس پڑی۔

"اچھی بات ہے میں اسے خبردار کر دوں گا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس اس میں دلچسپی لے رہی ہے۔"

"اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی حالت پر افسوس کرنے کے لیے زندہ نہ رہو گے۔"

"راستہ اُدھر ہے۔" عمران نے پھاٹک کی طرف اشارہ کیا اور خود عمارت کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا کہ جولیا کھڑی ہے یا چلی گئی۔

وہ پورچ سے برآمدے میں داخل ہو رہا تھا کہ غزالہ نے اسے مخاطب کیا۔ "اے۔۔۔! مولانا! ذرا ایک منٹ۔"

عمران رک کر اس کی طرف مڑا اور کسی لڑاکی عورت کی طرح جھنجھلا کر بولا۔ "تم خود مولانا۔"

"یہ عورت کون تھی۔۔۔"

"میری بھابی کی سالی۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔"

"یہاں کیوں آئی تھی۔۔۔؟"

"شکیل کے ساتھ اس کی شادی ہوگی۔ پھر دیکھوں گا تمہاری امی جان کو۔"

"کیا۔۔۔" غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ "تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"خدا کرے تمہاری امی مر جائیں۔۔۔" عمران دانت پیس کر بولا اور غزالہ ہکا بکا کھڑی رہ گئی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے جواب کے لیے اس کے پاس الفاظ ہی نہ ہوں۔۔۔

عمران اسے متحیر کھڑی چھوڑ کر اندر چلا گیا۔ وہ سیدھا اس حصے کی طرف آیا جہاں جمیل رہتا تھا۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تھا اور اسٹاریٹا بھی وہیں تھی۔ عمران اجازت لیے بغیر کمرے میں گھستا چلا گیا۔

"ہائیں۔ کیا۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔" جمیل اچھل کر کھڑا ہوا۔ ہکلایا۔ اسٹاریٹا جو شال میں لپٹی ہوئی ایک آرام کرسی پر دراز تھی بوکھلا کر سیدھی بیٹھ گئی۔

"میں آپ لوگوں کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"کم از کم۔۔۔ آپ کو اجازت تو لینی چاہیے تھی۔" جمیل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ارے واہ۔۔۔ تو گویا۔۔۔ کیوں جناب۔۔۔ کیا میں نے آپ کی خواب گاہ کا دروازہ اجازت لے کر توڑا تھا۔۔۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کس قماش کے آدمی ہیں۔"

"قماش کیا چیز ہے۔۔۔ ذرا مجھے اس کے معنی بتا دیجیے۔۔۔ پھر آپ کی بات کا جواب دوں گا!"

"آپ اگر اس وقت مجھے معاف کریں تو بہتر ہوگا۔" جمیل نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔۔۔ آج میں فیصلہ کروں گا۔"

"کس بات کا۔۔۔"

"یہ عورت آپ سے محبت کرتی ہے یا مجھ سے۔"

گفتگو اردو میں ہو رہی تھی اس کے باوجود بھی جمیل کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ کن انکھیوں سے اسٹاریٹا کی طرف دیکھنے لگا جو عمران کو عجیب نظروں سے گھور رہی تھی۔

عمران بڑبڑاتا رہا۔ "کل جو کچھ بھی ہوا یہ میری بددعاؤں کا اثر تھا۔۔۔ ایک جلے بھنے دل کی آہیں تھیں جنہوں نے تمہاری خوابگاہ میں آگ لگا دی تھی۔۔۔ اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹے تو خود بھی جل بھن کر کباب ہو جاؤ گے۔"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔" جمیل حلق پھاڑ کر چیخا۔

"کیا بات ہے۔" اسٹاریٹا نے انگریزی میں پوچھا۔

"یہ آدمی مجھے خوامخواہ غصہ دلاتا ہے۔۔۔"

"کیا یہ انگریزی نہیں بول سکتا۔۔۔ یہ کون ہے۔ تم کہہ رہے تھے کل اسی نے ہماری جانیں بچائی تھیں۔"

"میں انگریزی بول سکتا ہوں۔" عمران نے سعادت مندانہ

انداز میں سر ہلا کر کہا: "مگر انگریزی میں اظہارِ عشق کے طریقے سے ناواقف ہوں:"

"کیا مطلب:... اسٹار ریشا کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"عشق...:"

"چلے جاؤ... یہاں سے...!" جمیل حلق پھاڑ کر چیخا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر پھینک مارنے کے لیے ایک گلدان اٹھایا۔ لیکن اس کا وار خالی گیا۔ گلدان سامنے والی دیوار سے ٹکرایا اور اس کے ریزے جھنجھناتے ہوئے فرش پر بکھر گئے!

عمران نے پادریوں کے سے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اُسے بددعا دی... اور اسٹار ریشا کو بُرے مستقبل کی خبر دیتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

●

اسی رات کو شکیل، اسٹار ریشا کی پُراسرار نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے عمارت کے ایک ویران حصے میں تنہا کھڑا تھا... دو بج چکے تھے اور سردی شباب پر تھی: آسمان صاف تھا: اور تاروں کی دودھیا روشنی ہر طرف بکھری ہوئی تھی:... شکیل ایک ستون سے چپکا کھڑا تھا:... اس نے اسٹار ریشا کو اب تک زیادہ تر اسی حصے میں دیکھا تھا:۔ آج عمران بھی اس کے ساتھ ہی آیا تھا لیکن اب اس وقت شکیل نہیں کہہ سکتا تھا کہ عمران کہاں ہوگا! عمارت کے اس حصے تک وہ ساتھ ہی آئے تھے۔ لیکن پھر وہ کسی دوسری طرف کھسک گیا تھا... چونکہ تاروں کی چھاؤں میں دیکھ لیے جانے کا خدشہ تھا اس لیے شکیل نے اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکنا مناسب نہ سمجھا: جس ستون کے پیچھے چھپا تھا کافی ضخیم تھا... اُسے زیادہ دیر تک بیکار نہیں کھڑے رہنا پڑا... سامنے تاروں کی ملگجی روشنی میں ایک متحرک سایہ نظر آ رہا تھا۔ یک بیک وہ ستون سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر رُک گیا اور ساتھ ہی شکیل کی آنکھوں کے سامنے ستارے ناچنے لگے۔ اور وہ کسی تناور درخت کی طرح زمین پر آ رہا: تاریکی سے کیا جانے والا حملہ کچھ اتنا ہی شدید تھا۔ اس کے سر پر کسی وزنی چیز سے ضرب لگائی گئی تھی... اس کے حلق سے آواز تک نہ نکل سکی۔ حالانکہ زمین پر گرتے وقت بھی اُسے ہوش تھا۔ پھر اس کے بعد اُسے یاد نہیں کیا ہوا؟ دوسری بار آنکھ کھلنے پر اُسے اپنا سر مواد سے بھرا ہوا پھوڑا معلوم ہونے لگا۔ کچھ اسی قسم کی تکلیف تھی جیسے جسم سے سر الگ کرائے بغیر وہ تکلیف رفع نہ ہو سکے گی! اس نے آنکھیں کھولیں لیکن اُسے اپنے چاروں طرف گہرے زرد رنگ کے غبار کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔ اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں... کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں اور اس کے علاوہ بھی اُسے کچھ اس قسم کے شور کا احساس ہو رہا تھا جیسے کسی گھنے جنگل میں آندھی آ گئی ہو۔ آہستہ آہستہ یہ شور ختم ہوتا گیا اور اسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس نے پھر آنکھیں کھولیں۔ اس بار اُسے دھندلے دھندلے سے در و دیوار نظر آئے اور پھر آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند چھٹ گئی: وہ ایک اچھے خاصے سجے سجائے کمرے میں ایک آرام دہ بستر پر پڑا ہوا تھا مگر یہ کمرا جعفری منزل کا نہیں ہو سکتا تھا۔ شکیل نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے کسی نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا... اور ایک بہت ہی لطیف خوشبو سے اس کا دماغ معطر ہو گیا۔ اس پر ایک حسین چہرہ جھکا ہوا تھا۔

"لیٹے رہیے۔" ایک مترنم آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرائی۔ "آپ کا سر بُری طرح زخمی ہے۔"

شکیل بے حس و حرکت رہ گیا۔ لڑکی بہت حسین تھی... اور معصوم بھی۔ عمر بمشکل اٹھارہ سال رہی ہوگی: وہ مشرقی حسن کا ایک بہترین نمونہ تھی۔

"میں کہاں ہوں؟" شکیل بدقت کہہ سکا۔

"دوستوں میں... آپ فکر نہ کیجیے! کیا آپ بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہے ہیں؟"

"جی نہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں؟" شکیل نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"آپ اگر خاموش رہیں تو بہتر ہے۔ ڈاکٹر نے یہی مشورہ دیا تھا۔"

"اچھا تو...؟"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کم سے کم الفاظ میں کہیے اور خاموش ہو جائیے:"

"یہاں مجھے کون لایا ہے۔"

"اچھا میں بتاتی ہوں۔ لیکن آپ خاموش ہی رہیے گا کچھ لوگ آپ کو تشویشناک حالت میں کہیں لے جا رہے تھے۔ میرے بابا ڈیوٹی پر تھے۔ انھوں نے ان لوگوں کو ٹوکا اور وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ دو آدمی تھے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔"

"کیا کوئی غیر ملکی عورت تھی؟"

"آپ پھر بولے... میں یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ کوئی ملکی عورت تھی یا غیر ملکی۔ بابا نے مجھے جتنا بتایا ہے اتنا ہی جانتی ہوں۔ تفصیل آپ انھیں سے پوچھ لیجیے گا۔ ویسے میں یہ اور بتا سکتی ہوں کہ آپ ایک بہت بڑے تھیلے میں بند تھے: جب بابا نے انھیں ٹوکا تو وہ تھیلا چھوڑ کر بھاگ گئے آپ بے ہوش تھے:"

"آپ کے بابا کیا کرتے ہیں:"

"ان کا تعلق محکمۂ سراغرسانی سے ہے:"

شکیل خاموش ہو گیا: وہ سوچ رہا تھا شاید اسٹار ریشا اس بات سے واقف ہو گئی ہے کہ میں اس کا تعاقب کیا کرتا ہوں اسی لیے آج مجھ پر حملہ کیا گیا۔ لیکن وہ اور اس کے ساتھی ناکام رہے:"

"آپ کے بابا کہاں ہیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں؟"

"بس آپ سو جائیے ذرا سی دیر میں سویرا ہو جائے گا: بابا صبح آپ سے ملیں گے پھر پولیس کو باقاعدہ طور پر اس کی اطلاع دی جائے گی:"

شکیل خاموش ہو گیا اور لڑکی بائیں جانب والی کرسی پر جا بیٹھی... وہ اتنی دلکش تھی کہ شکیل کو اپنی سر کی تکلیف کا احساس بھی نہیں رہ گیا تھا وہ اُسے متواتر دیکھے جا رہا تھا۔ اور لڑکی بار بار اپنا سر جھکا لیتی تھی... پھر شکیل نے سوچا کہ اُسے اس طرح دیکھنا نہ چاہیے: اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جلد ہی [illegible] بند ہو گئی۔ اسے نیند کی بجائے غشی ہی کہنا زیادہ [illegible] کیونکہ سر کی تکلیف نیند سے مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ [illegible] اندازہ نہیں کر سکا... [illegible] تکلیف اب پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ آنکھ [illegible] جسے دیکھتے دیکھتے رہ گئی [illegible]... وہ اب بھی وہیں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی:

"[illegible] آپ تکلیف میں کچھ کمی محسوس کر رہے ہیں؟" لڑکی نے پوچھا۔

"[illegible]... میں آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں۔"

"[illegible] جناب۔" لڑکی مسکرائی۔ "میں نے [illegible]... آپ کا [illegible]"

"[illegible]... آپ کہ [illegible]"

"[illegible] آپ

کیا دولت کی کمی تھی؟

کو لے جانے والوں کے ساتھ تھی۔ وہ اس کی شکل اچھی طرح دیکھ چکے تھے: مردوں نے تو اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے۔"

"کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ وہ کون عورت تھی:"

"کیا آپ کو کسی خاص عورت پر شبہ ہے۔" لڑکی نے پوچھا:

"جی ہاں اسی لیے تو میں اس کا حلیہ معلوم کر کے تشفی کرنا چاہتا ہوں:"

"بابا سے آپ آدھ گھنٹے بعد مل سکیں گے:"

وعدہ کے مطابق اس نے آدھے گھنٹے بعد شکیل کو اپنے بابا سے ملایا...

"یہ بابا ایک قوی ہیکل اور دراز قد بوڑھا تھا... اگر اس کے بال سفید نہ ہوتے تو اسے کوئی بھی "بابا" کہنے پر تیار نہ ہوتا! اس کے صحت مند اور توانا چہرے پر گچھے دار بے داغ سفید مونچھیں بڑی عجیب لگتی تھیں: وہ بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ شکیل سے اس کے متعلق استفسارات کرتا رہا پھر بولا۔ "تو آپ جعفری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں:"

"جی ہاں... آپ براہِ کرم بتائیے کہ...؟"

"ٹھہریے...؟" بوڑھا ہاتھ اٹھا کر بولا: "آپ کے سر میں چوٹ کیسے لگی تھی..."

"چوٹ...؟" شکیل کچھ سوچنے لگا پھر بولا: "میں یہ نہ بتا سکوں گا البتہ پچھلی رات معمول کے مطابق میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔ مجھے اتنا ہی یاد ہے! بعد کی باتیں مجھے ان سے معلوم ہوئی تھیں۔"

شکیل نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"بڑی عجیب بات ہے۔" بوڑھا بڑبڑا کر رہ گیا۔ وہ [illegible] نظروں سے شکیل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر دفعتاً اس نے پوچھا۔

"آپ کو اس سلسلے میں کسی نہ کسی پر شبہ تو ہوگا ہی۔"

"حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے مجھ پر۔" شکیل نے جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں۔ "مجھے کسی پر شبہ نہیں ہے۔۔۔"

"کسی عورت کا کوئی قصہ۔۔۔" بوڑھے نے کہا اور پھر لڑکی کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اب یہاں اس کی موجودگی ضروری نہ ہو۔ لڑکی چپ چاپ اٹھی اور کمرے سے چلی گئی۔

شکیل ہولے ہولے اپنی ناک سہلاتا ہوا بولا۔ "آج تک کوئی عورت میری زندگی میں داخل نہیں ہوئی۔۔۔"

"کوئی ایسی عورت جس نے زبردستی آپ کی زندگی میں داخل ہونے کی کوشش کی ہو۔۔۔"

"کاش کبھی ایسا بھی ہوا ہوتا۔" شکیل نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا آپ کسی ایسی عورت سے واقف ہیں جس کے اوپری ہونٹ بائیں جانب ایک ابھرا ہوا سیاہ تل ہو!۔۔۔ اور ٹھوڑی میں گڑھا۔"

"کیا مطلب۔" شکیل نے بوکھلا کر اٹھنا چاہا۔

"لیٹے رہیے۔۔۔ آپ کا سر زخمی ہے۔" بوڑھے نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا اس عورت کی ناک میں سرخ نگینے کی کیل بھی تھی۔"

"آہا۔۔۔ ٹھہریے۔" بوڑھے کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں اور وہ آہستہ آہستہ سر ہلاتا رہا۔۔۔ پھر بولا۔ "یقیناً تھی۔۔۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میں نے آج تک کسی الٹرا ماڈرن لڑکی کو ناک میں کیل پہنے نہیں دیکھا۔۔۔ یہ معمولی سی چیز ناممکنات ہی میں سے ہونے کی بنا پر مجھے یاد رہ گئی ہے۔۔۔"

شکیل کا پورا جسم پسینے میں ڈوب گیا۔ کیونکہ یہ جمیل کی بیوی رضیہ کا حلیہ تھا۔ اس نے کچھ دیر بعد نحیف سی آواز میں پوچھا۔

"کیا ایسی ہی کوئی عورت ان دونوں آدمیوں کے ساتھ تھی۔۔۔؟"

بوڑھے نے اس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شکیل نے آنکھیں بند کر لیں۔ بوڑھے نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کیا آپ ایسی کسی عورت کو جانتے ہیں۔"

"نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔"

"پھر آپ نے ناک کی کیل کا حوالہ کیوں دیا تھا۔"

"اوہ۔۔۔ بس یونہی۔۔۔ زبان سے نکل گیا تھا۔"

"میں اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ آخر آپ کیوں چھپا رہے ہیں۔ پتا نہیں وہ لوگ آپ سے کیا برتاؤ کرتے؟"

"اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ ناک کی کیل کا حوالہ قطعی اتفاقیہ تھا۔ بس یونہی زبان سے نکل گیا۔"

"میں لاکھ برس تسلیم نہیں کر سکتا۔۔۔"

"نہ کیجیے۔۔۔" شکیل نے جھنجھلا کر کہا۔۔۔ پھر فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ "اس لہجے کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ دراصل سر کی تکلیف کی وجہ سے دماغ قابو میں نہیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے" بوڑھا مسکرایا۔ "اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھیے مگر ایک درخواست ہے ایک نہیں بلکہ دو۔"

"فرمایے، فرمایے۔"

"تاوقتیکہ میں مجرموں کا پتا نہ لگا لوں آپ یہاں سے جانے کا ارادہ نہ کریں۔ مطلب یہ کہ آپ کو یہاں چھپے رہنا پڑے گا! میں اس معاملے میں اتنی احتیاط برت رہا ہوں کہ فی الحال اس واقعے کی رپورٹ تک باقاعدہ طور پر درج نہیں کرانا چاہتا۔ یہاں آئے دن ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ ان کا ذمے دار ہے۔ وہ لوگ آئے دن کسی نہ کسی مالدار آدمی کو پکڑ کر اس کے لواحقین سے بھاری بھاری رقموں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہاں کی پولیس عرصے سے پریشان ہے۔ لیکن اس کے پاس ان لوگوں کا کوئی سابقہ ریکارڈ نہیں ہے۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ بوڑھے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ "اور دوسری بات بھی سن لیجیے۔ میں بہت صاف گو آدمی ہوں۔ ہر آدمی کو صاف گو ہونا چاہیے۔۔۔ آج کل کے نوجوانوں میں ایک بڑا خبط پایا جاتا ہے جہاں کوئی عورت یا لڑکی اخلاق سے پیش آئی سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے عشق میں مبتلا ہو گئی ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی اس قسم کا کوئی خیال نہیں ہوتا لیکن یہ چھچھورے مجنوں کی سی حرکتیں کر کے خواہ مخواہ دوسرے نکتہ ہائے نظر سے بھی انھیں اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔ یہ لڑکی جو پچھلی رات سے آپ کی خدمت کرتی رہی ہے اس پر رحم کیجیے گا۔ یہ بہت پرخلوص لڑکی ہے۔۔۔ اور میری اکلوتی بچی۔۔۔ میں اسے غلط راستوں پر نہیں دیکھ سکتا۔" شکیل کو اپنی آواز حلق میں پھنستی ہوئی معلوم ہونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ جواب میں کیا کہے۔ ویسے بوڑھا اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی کمرے سے جا چکا تھا۔

●

جعفری منزل میں سراسیمگی پھیل گئی تھی۔ شکیل کی پراسرار گمشدگی بیگم جعفری کے لیے نئی الجھنیں لے آئی۔۔۔ پہلے تو وہ سمجھتی رہیں کہ شکیل خلاف عادت انھیں مطلع کیے بغیر کہیں چلا گیا ہے۔۔۔ لیکن جب کافی وقت گزر گیا تو پریشانی بڑھ گئی۔۔۔ شکیل اور جمیل شروع ہی سے ان کے پابند رہے تھے۔ انھیں جہاں بھی جانا ہوتا بیگم جعفری کے علم میں لا کر جاتے۔ جمیل تو سختی سے اس اصول پر کاربند تھا۔ البتہ شکیل کبھی کبھی بتائے بغیر باہر بھی چلا جاتا۔۔۔ مگر وہ جہاں بھی ہوتا فون پر اس کی اطلاع بیگم جعفری کو ضرور دے دیتا تھا! دن ڈھل گیا مگر شکیل واپس نہ آیا۔

۔۔۔ بیگم جعفری پاگلوں کی طرح ساری عمارت کے چکر کاٹ رہی تھیں۔ ایک جگہ عمران سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ جو ایک ستون سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے کھڑا تھا!

"کیا اس نے آپ کو بھی نہیں بتایا تھا۔" بیگم جعفری نے اسے مخاطب کیا اور وہ چونک پڑا۔

"جی۔۔۔!" اس نے پلکیں جھپکائیں۔

"میں شکیل کے متعلق کہہ رہی ہوں۔"

"او۔۔۔ ہاں۔۔۔ ایسا میزبان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔۔۔ مجھ سے کہا تھا پکنک پر چلیں گے۔۔۔ اور خود غائب!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔۔۔!"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔؟"

بیگم جعفری اس کے ساتھ جھک مارنا فضول سمجھ کر آگے بڑھ گئیں۔۔۔ عمران بدستور وہیں کھڑا رہا۔۔۔ کچھ دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو وہ اس کمرے میں جا گھسا جہاں فون رکھا ہوا تھا۔

"ہیلو۔۔۔!" اس نے نمبر ڈائل کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کون ہے۔"

"جعفری۔۔۔ جناب۔"

"جولیانا۔۔۔ کیا کر رہی ہے۔۔۔"

"وہ سیاہ ٹائی والوں کے پیچھے ہے۔"

"ٹھیک۔۔۔ تم جعفری منزل پہنچ جاؤ۔ تمھیں اس عورت پر نظر رکھنی ہے۔ آج شاید وہ تنہا باہر جائے گی۔ بس تمھیں صرف اس کا تعاقب کرنا ہے۔۔۔ اور کسی معاملے میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے خواہ وہ کچھ ہو۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر کمرے سے نکل ہی رہا تھا کہ غزالہ ٹکرائی۔ "آخر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ بھیا کہاں ہیں؟" اس نے ناک چڑھا کر کہا۔

"آپ کے بھیا نے میری مٹی پلید کر دی۔" عمران منہ بسور کر بولا!

"کیوں۔"

"انھوں نے مجھے بڑا دھوکا دیا ہے۔"

"کیا دھوکا دیا ہے؟" غزالہ اسے گھورنے لگی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ آپ سے کیا بتاؤں؟"

"آپ مجھے ان کا پتا بتایے۔ میں اور کچھ نہیں جانتی۔"

"پتا اچھا کہیں نوٹ کر لیجیے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "جعفری منزل شاداب نگر۔"

"اچھی بات ہے۔ نہ بتایے۔" غزالہ دانت پیس کر بولی۔ "مجھے یقین ہے کہ آپ بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"میں بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

علم الاعداد، علم دست شناسی، علم تحریر، علم قیافہ، علم نجوم، علم کیمیا [illegible] جادو ہیں نہ چھو منتر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح کو دماغ نام کا کمپیوٹر عطا کیا ہے اس کمپیوٹر میں سوچنے سمجھنے اور محسوس کرنے کی صلاحیتیں بھر دی ہیں ضرورت ہے کسی علم کی طرف توجہ دی جائے صرف توجہ دینے ہی سے ہر گتھی کو دوا اور معمہ کی طرح سلجھایا جا سکتا ہے۔ سینکڑوں ماہرین نے ہزاروں سال تجربات کیے، ایس صدیقی نے سب کے تجربات کو موجودہ صدی میں دنیا [illegible] "اسرار علوم" کے نام سے یک جا کر دیا ہے۔ (پروفیسر علم الاقبال)

"تو پھر بتاتے کیوں نہیں۔۔۔"

"بتاتا ہوں۔۔۔ مگر تم میرے کہنے پر اعتبار کرو گی؟"

"کیوں نہ کروں گی۔"

"وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ بالکل بخیریت ہیں۔ تم اپنی امی سے کہہ دو۔ خواہ مخواہ بور نہ ہوں۔"

"اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی۔ بتا کر نہیں جا سکتے تھے!"

"مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ کہیں گئے ہیں۔ یہ نہیں جانتا کہ کہاں گئے ہیں۔ مجھ سے کہا تھا کہ جلد ہی واپس آجاؤں گا۔"

"ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں۔"

"کیا میں آپ کی خوشامد کرتا ہوں کہ مجھے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔" عمران بھنا کر بولا۔

"میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔" غزالہ نے جلنے بھننے کے لہجے میں کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ عمران پھر اس کمرے میں داخل ہوا جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ اس بار اُس نے جولیا کے نمبر ڈائل کیے۔ جواب ملنے میں دیر نہیں لگی۔

"یس سر۔۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا ہوا۔۔۔ بیبی؟"

"بڑی دشواری پیش آرہی ہے جناب! کیس بہت پرانا ہے۔ اس کا کوئی ریکارڈ بھی موجود نہیں ہے۔۔۔ اس عمارت سے متعلق غیر ملکی جاسوس کی کہانی ضرور مشہور ہے لیکن تفصیل کسی کو نہیں معلوم۔۔۔ البتہ ایک آدمی سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی توقع تھی مگر اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ کچھ بتا سکے۔"

"کون ہے؟"

"ایک ریٹائرڈ سی آئی ڈی سب انسپکٹر۔۔۔ جو اس زمانے میں یہیں تھا۔ مگر وہ دمہ کا مریض ہے۔۔۔ آج کل اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ سانسوں کی وہ تیزی ہے کہ وہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ میں نے تحریر کو ذریعہ گفتگو بنانا چاہا لیکن اس کے ہاتھ میں رعشہ بھی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے میں عمران سے مدد حاصل کرو۔"

"وہ کیا کر سکے گا۔"

"کچھ نہ کچھ کر ہی لے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں نے اسے بری طرح جکڑ لیا ہے اور وہ فی الحال میرے پیچھے سے نہیں نکل سکتا۔ اس سے جو کام چاہو لے لو۔۔۔"

"تو میں اُسے وہاں لے جاؤں۔۔۔ وہ آدمی آج کل ایک سرکاری شفاخانے میں ہے۔۔۔"

"ہاں۔ تم اسے وہاں لے جاؤ۔۔۔ اچھا ہاں۔ سیاہ ٹائی والوں کا کیا رہا؟"

"سب ٹھیک ہے۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ صرف کچھ عرصے تک کے لیے اپنی حرکات جاری رکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔ اچھا!۔۔۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

● ●

شکیل سکڑا سمٹا ایک آرام کرسی میں پڑا ہوا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل بھاگے۔ اس گھر کے مکین اپنے مزاج اور رکھ رکھاؤ کے اعتبار سے عجیب تھے۔ بوڑھے سے وہ گفتگو کر ہی چکا تھا۔ اور اب اس کے بعض الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ دنیا کا کوئی باپ اپنی لڑکی کے معاملے میں اتنا صاف گو نہیں ہو سکتا۔ شکیل اب تک درجنوں آزاد خیال قسم کے لوگوں سے مل چکا تھا لیکن اُسے اب تک کوئی ایسا باپ نہیں ملا تھا جس نے اُس سے کہا ہو کہ وہ اس کی لڑکی سے ملنے جلنے میں اس بات کا خیال رکھے کہ معمولی رسم و راہ عشق و محبت کی منزلیں نہ طے کرنے پائیں۔ یہ تو باپ کی ہدایت تھی اور لڑکی کا یہ عالم تھا کہ وہ بار بار شکیل کے کمرے میں آتی تھی۔ اس سے گھنٹوں گفتگو کرنا چاہتی تھی۔ ایک بار تو اس نے اس کا سر دبانے کی کوشش کی تھی اور شکیل اس طرح بوکھلا گیا تھا جیسے اُس نے سر کاٹ لینے کی دھمکی دی ہو۔ شکیل اس سے بھاگنا چاہتا تھا۔ اس کے باپ کا خوف کچھ اس طرح اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ ویسے حقیقتاً یہ تھی کہ وہ لڑکی اُسے بے حد پسند تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بس اس کے قریب بیٹھی بچوں کے انداز میں ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہے۔ اس کا طرزِ گفتگو بڑا دلکش تھا۔۔۔ مگر جب شکیل ذہنی طور پر اس کی گفتگو کے تانے بانے میں پھنسنے لگتا تو اس کے تخیل میں دو بڑی بڑی سفید اور گھنی مونچھیں اس طرح گھس آتیں جیسے آدم کی جنت میں سانپ! یہاں دو نوکر بھی تھے اور یہ دونوں اپنے مالک سے بھی زیادہ عجیب تھے۔ ان میں سے ایک گونگا اور دوسرا بہرہ۔۔۔ ایک کے ساتھ حلق پھاڑنا پڑتا تھا اور دوسرے کو کچھ سمجھانے کے سلسلے میں اچھی خاصی ورزش ہو جاتی تھی۔ اس

سب باتوں کے علاوہ شکیل کے ذہن پر ایک بہت بڑا بوجھ بھی تھا۔ رضیہ کا مسئلہ! اُس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر رضیہ نے اس پر حملہ کیوں کرایا تھا اور اُسے کہاں لے جا رہی تھی۔ وہ دو آدمی کون تھے جنہوں نے اُسے اُٹھا رکھا تھا!۔۔۔ شکیل کو یہاں محض اسی لیے روکا گیا تھا کہ اس واقعہ کی تفتیش کی جا سکے۔ بوڑھا پولیس آفیسر اُسے بہت ذہین اور آزمودہ کار آدمی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن شکیل میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے رضیہ کے متعلق کچھ بتا سکتا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں سے کسی طرح گلو خلاصی ہو تو خود اس واقعے کے متعلق چھان بین کرے۔ دوسری طرف اُسے بیگم جعفری کا خیال تھا کہ وہ اس کے لیے بے حد پریشان ہوں گی۔ اس نے بوڑھے سے اس کا تذکرہ کر کے گھر فون کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ لیکن بوڑھے نے منع کر دیا تھا۔ اب شکیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اُس کے ہاتھ میں سُرخ گلاب کے کئی پھول تھے۔

"آپ کو گلاب یقیناً پسند ہوں گے!" اُس نے کہا۔

"ہاں۔ بہت۔۔۔" شکیل کے ہونٹ کانپنے لگے۔۔۔

"میں آپ ہی کے لیے لائی ہوں۔۔۔"

"شکریہ" پھول لیتے وقت شکیل کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ وہ قریب ہی کی ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "ان میں سے ایک میرے جوڑے میں لگا دیجیے۔۔۔ مجھ سے نہیں لگ سکا!"

شکیل کا پورا جسم کانپنے لگا۔ حلق خشک ہونے لگا [illegible]۔۔۔ اور سفید مونچھیں کسی خود رو بیل کے [illegible] اس پر جھپٹنے لگیں۔

"لگا دیجیے نا!" وہ اس کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئی۔

"م۔۔۔ مم۔۔۔ پھول۔۔۔" شکیل ہکلایا۔

"ہاں۔۔۔ ایک پھول میرے جوڑے میں لگا دیجیے!"

"آپ کے والد۔۔۔ صاحب۔۔۔"

"والد صاحب۔۔۔ آپ کیا کہنا [illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پھول

لگا دیں۔۔۔ اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں۔" وہ بچوں کی طرح ٹھنک ٹھنک کر بولی۔

"لگا۔۔۔ لگاتا ہوں۔" شکیل تھوک نگل کر بولا۔

اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑے کی طرف بڑھے اور وہ کسی نہ کسی طرح پھول لگانے میں کامیاب ہو گیا۔

"ہی ہی ہی ہی۔" دفعتاً دروازے کی طرف سے کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔

یہ دونوں اُچھل پڑے۔۔۔ گونگا نوکر دروازے کے قریب کھڑا ہنس رہا تھا۔

"سؤر کا بچہ!" لڑکی جھلا کر کھڑی ہو گئی اور نوکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ مگر وہ برابر ہنسے جا رہا تھا۔ شکیل کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ بہا، اور سفید مونچھیں پھر اس پر چڑھ دوڑیں۔

لڑکی نے نوکر کے سر پر دو تین دھول رسید کر دیا۔ مگر وہ بدستور ہاتھوں سے آنکھیں بند کیے ہنستا رہا۔

"یہ کم بخت اتنا ڈھیٹ ہے کہ کیا بتاؤں!" لڑکی نے شکیل کی طرف مڑ کر کہا۔ "آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا!"

شکیل نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ واقعی کچھ خیال نہ کرے گا۔ پھر حماقت کا احساس ہوتے ہی اس کے چہرے پر ندامت کے آثار نظر آنے لگے۔ مگر سفید مونچھیں۔۔۔ اگر اس نوکر نے اشاروں سے بوڑھے کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو وہ نہ جانے کیا سمجھ بیٹھے گا۔ شکیل کو اختلاج ہونے لگا۔ لڑکی نے نوکر کو باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔۔۔ شکیل کے رہے سہے اوسان بھی جواب دے گئے۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر ایسے میں بوڑھا آ جائے تو کیا ہو گا! لڑکی پھر آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ شکیل کی سانسیں چڑھتی رہیں۔

"اگر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتا دیا تو؟" شکیل نے سوال کیا۔

"تو کیا ہو گا۔ آخر آپ اس وقت والد صاحب کو اتنی شدت سے کیوں یاد کر رہے ہیں!"

شکیل اس بات کا کیا جواب دیتا۔ ویسے سفید مونچھیں اب بھی اُسے کسی [illegible] بیل کے سانپوں ہی کی طرح ڈس رہی تھیں۔

"کیا آپ کو میرے والد صاحب سے خوف معلوم ہوتا ہے؟ [illegible]"

"جی ہاں۔ بہت۔"

"ارے وہ تو بہت نرم دل اور نیک آدمی ہیں۔"

شکیل اُسے کس طرح بتاتا کہ اُن دونوں کے درمیان کس قسم کی گفتگو ہو چکی تھی۔

دفعتاً کمرے کے باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آئی اور شکیل کا دل دھڑکنے لگا۔ دروازہ کھلا اور بوڑھا اندر داخل ہوا... پہلے تو وہ دروازے ہی پر رُکا، اور پھر اُن کے قریب آکر بولا۔ "بے بی۔ تم ابھی شہر نہیں گئیں۔؟" اُس نے لڑکی سے پوچھا۔

"اب جاؤں گی۔ ذرا ان کے لیے کچھ گلاب لائی تھی۔" لڑکی نے بھولے پن سے کہا۔ "ڈیڈی یہ آپ سے بہت ڈرتے ہیں۔"

"کیوں۔ اوہ!" بوڑھا مسکرایا۔

"یہ کہتے ہیں کہ تمہارے ڈیڈی سے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

"تم جاؤ، اب شہر۔ دیر نہ کرو۔ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی واپس آجانا۔"

"میں پھر بھی جاؤں گی ڈیڈی۔" وہ پھر بچوں کی طرح ٹھنکی۔

"نہیں آج نہیں! پھر کبھی چلی جانا۔ تمہارے گھر مہمان ہیں۔"

"تو مہمان کو بھی لے جاؤں نا؟"

"نہیں۔ یہ نہیں جائیں گے۔ کیوں؟" وہ شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

"نہیں میں نہیں جاؤں گا۔" شکیل جلدی سے بولا۔

"میں پھر آپ سے نہیں بولوں گی!"

"جاؤ بے بی... خدا کے لیے دیر نہ کرو ورنہ پھر واپسی کب ہوگی؟"

لڑکی چند لمحے کھڑی سوچتی رہی پھر چلی گئی... بوڑھے نے شکیل سے کہا۔ "مجھے کسی حد تک کامیابی ہوگئی ہے۔ آج میں نے اس عورت کو برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس میں دیکھا تھا۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ وہ جانتا تھا کہ برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس رضیہ کے والدین کی قیام گاہ ہے ممکن ہے آج وہ وہاں گئی ہو۔ اس کی اُلجھن بڑھتی جارہی تھی۔ آخر وہ کیا کرے۔ کیا وہ اُسے بتادے کہ وہ اس کے بڑے بھائی کی بیوی ہے! کیا سچ مچ رضیہ اپنے راستے سے بھٹک گئی ہے؟ اگر یہی بات ہوئی تو وہ لوگ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جائیں گے۔ لیکن اس بات کے کھل جانے پر خود اس کی پوزیشن کیا ہوگی؟ ممکن ہے اسے مجرم قرار دیا جائے، کیونکہ وہ اس سلسلے میں اپنی معلومات کا اظہار نہ کرکے قانون کی راہ میں روڑے اٹکانے والا بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

"دیکھیے..." شکیل کچھ دیر بعد بولا۔ "اس قصے کو ختم کیجیے اور مجھے گھر جانے دیجیے۔ میرے گھر والے بے حد پریشان ہوں گے۔ میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتا جو برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس میں رہتی ہو۔"

بوڑھا سر ہلا کر مسکرایا۔ پھر بولا۔ "مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی کی بیوی محترمہ رضیہ کو نہیں جانتے۔"

شکیل کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوگئے، اُسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے جسم کا سارا خون منجمد ہوگیا۔ بوڑھا اُسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں آپ کیا سوچنے لگے۔؟" بوڑھے نے پوچھا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں پاگل کیوں نہیں ہوجاتا۔"

"ٹھیک ہے جب کسی اعلیٰ خاندان کی عزت خطرے میں پڑ جائے تو یہی سوچنا چاہیے۔ رضیہ کی گزشتہ زندگی آہستہ آہستہ سامنے آرہی ہے آپ لوگ اس خاندان میں رشتہ کرکے بڑے خسارے میں رہے!" بوڑھے نے کہا۔

"میں آج بھی تین ایسے سزا یافتہ آدمیوں سے واقف ہوں جن سے رضیہ کے ناجائز تعلقات رہ چکے ہیں!"

"خدا کے لیے اب بس کیجیے۔" شکیل نے اپنے دونوں کان بند کرلیے اور بولا۔ "اب میں جاؤں گا! آپ مجھے نہیں روک سکیں گے!"

"عقل کے ناخن لیجیے صاحبزادے۔ کیا آپ سچ مچ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کی عزت خاک مل جائے؟ میں دوسری طرح معاملات کو سلجھانے کی کوشش کررہا ہوں۔ یعنی سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"میں نہیں سمجھا!"

"میں انتہائی کوشش کررہا ہوں کہ آپ کا خاندان بدنا کا شکار نہ ہونے پائے... اور مجرم اپنی سزا کو پہنچ جائیں۔ اس کے لیے آپ کو وہی کرنا پڑے گا جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"کیا کرنا پڑے گا!"

"فی الحال خاموشی سے یہیں رہیے۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ اس کا چہرہ اس طرح زرد ہوگیا تھا وہ کوئی دائم المریض ہو۔

جولیانا فٹز واٹر عمران سے ملی۔ عمران پر حماقت طاری نظر آرہی تھی اُس نے اس سے کہا کہ وہ اُسے سول اسپتال تک لے جانا چاہتی ہے۔

"مجھے کئی سال سے بخار نہیں آیا۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں تمہیں مرجانے کا مشورہ نہیں دے رہی۔" جولیا نے مسکرا کر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہم وہاں ڈی تھری بی کے متعلق کچھ معلومات فراہم کرسکیں گے۔"

"تب تو تم نے یقیناً افیون کھانی شروع کردی ہے۔ ڈی تھری بی کے متعلق وہاں کیا معلوم کروگی۔؟"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ اس عمارت میں کوئی چیز تلاش کررہی ہے؟"

"مجھے معلوم ہے۔"

"کیا تلاش کررہی ہے...؟"

"اصلی سلاجیت اور میرے کا سرمہ۔"

"یہ کیا چیزیں ہیں؟"

"بڑی نایاب چیزیں ہیں۔ مگر تم مجھے کیوں لے جانا چاہتی ہو...؟"

"تمہارے بغیر یہ کام نہ ہوسکے گا۔"

"کام کی نوعیت...؟"

"لمبی کہانی ہے۔ مگر تم یہ بتاؤ کیا تمہیں علم ہے کہ اس [illegible] نے یہ عمارت کس سے خریدی ہے؟"

"ایک غیر ملکی سے جو حقیقتاً جرمن جاسوس تھا۔" عمران [illegible]

"ہیں... خدا!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "تم کبھی تو مجھے [illegible]"

"[illegible] کام کی نوعیت پوچھ رہا ہوں۔"

"سول اسپتال میں ایک ایسا مریض موجود ہے جو اس کے [illegible] سمجھا گیا مطلب ہے کہ... وہ ایک [illegible] ہے۔ آج سے تیس سال پہلے جب [illegible] تھا اور اس جرمن جاسوس [illegible]...

[illegible] یہاں تم لوگ [illegible]

[illegible] جولیا نے

نخوتیہ انداز میں کہا!

"بس اب تم جاسکتی ہو۔ میرے سامنے یہ نفرت انگیز نام نہ لیا کرو۔"

"وہ تمہاری بہت قدر کرتا ہے۔" جولیا نے کہا۔

"میری نظروں میں اس کچھوے کی کوئی وقعت نہیں۔ آخر وہ سامنے کیوں نہیں آتا؟"

"کام کی بات کرو عمران... میں اس ریٹائرڈ سراغرساں سے ملی تھی۔ لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتا سکا۔"

"کیوں؟"

"دمہ کا مریض ہے۔ آج کل اس پر دورے کا حملہ ہوا ہے جو اتنا شدید ہے کہ وہ گفتگو نہیں کرسکتا۔"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "جب وہ بول ہی نہیں سکتا تو مجھے ساتھ لے جاکر کیا کروگی؟"

"مجھے یقین ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح اس سے معلوم کرلوگے۔"

عمران حسب عادت وقت برباد کرتا رہا... پھر دونوں سول اسپتال کے لیے روانہ ہوگئے۔

مگر تھوڑی ہی دیر بعد عمران جولیا پر بُری طرح برس رہا تھا، کیونکہ یہ لمبی دوڑ قطعی بے نتیجہ ثابت ہوئی تھی۔ مریض کے لواحقین اُسے اسپتال سے لے جاچکے تھے! تقریباً ایک گھنٹے بعد جولیا اسپتال کے کاغذات سے اس کا پتا معلوم کرسکی۔

"حالت اتنی خراب تھی کہ وہ بول بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر اس کے ورثاء یہاں سے کیوں لے گئے!" عمران نے تشویش کن لہجے میں پوچھا۔

"اس نے خود ہی جانا چاہا تھا۔" جولیا نے جواب دیا۔ "میٹرن کا یہی بیان ہے۔"

"خیر۔ تو پھر۔ کیا اب اس کے گھر چلنے کا ارادہ ہے؟"

"قطعی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں...!"

"آج تم میری مٹی پلید کروگی شاید، چلو۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ پھر اُنھوں نے ایک ٹیکسی لی اور معلوم کیے ہوئے پتے پر روانہ ہوگئے۔

"لیکن وہ ہمیں کیا بتا سکے گا!" عمران نے کہا۔ "تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو۔"

"یہی کہ ڈی تھری بی کو کس چیز کی تلاش ہے۔"

"کس نے تمہیں غلط راستے پر لگایا ہے۔"

"کیوں؟ ..."

"اگر کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ اُسے کس چیز کی تلاش ہے تو وہ اس کے ظہور سے پہلے ہی اُسے حاصل کر چکا ہوتا۔"

"مگر میری معلومات کے مطابق پولیس سینکڑوں بار اس عمارت کی تلاشی لے چکی ہے۔"

"بہت پرانی کہانی ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں جانتا ہوں پولیس کافی دنوں تک سرگرداں رہی تھی ..."

"اس مریض سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ پولیس کو جس چیز کی تلاش تھی وہ اُسے ملی تھی یا نہیں۔"

"ارے باپ! چل تو رہا ہوں ..." عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "بیکار کان نہ کھاؤ۔"

"تم خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہو! ..." جولیا نے چڑ کر کہا۔

"میں خود کو ایک شادی شدہ آدمی سمجھتا ہوں ... اس لیے ... بس ... ہم شاید پہنچ گئے ..."

ٹیکسی ایک عمارت کے سامنے رک گئی تھی ... کرایہ جولیا ہی نے ادا کیا۔ اور وہ دونوں اُتر کر عمارت کی طرف بڑھے۔ برآمدے میں ایک نوکر موجود تھا ...

"ہمیں مسٹر ہیگ سے ملنا ہے ..." عمران نے اس سے کہا۔

"وہ بہت بیمار ہیں جناب۔"

"ہمیں معلوم ہے۔ ہم انہیں دیکھنے آئے ہیں! پچھلے ہفتے میں ملاقات ہوئی تھی۔"

"اچھا تو ٹھہریے ... میں بیگم صاحبہ کو اطلاع دیتا ہوں۔" نوکر نے کہا اور اندر چلا گیا۔

"مجھے تعجب ہے کہ بیگم صاحبہ کی موجودگی میں وہ اب تک کیسے زندہ رہا۔" عمران بڑبڑایا۔

"جس طرح تمہیں بیگم صاحبہ کی عدم موجودگی میں موت نہیں آتی۔" جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔ اتنے میں نوکر نے آ کر ان سے اندر چلنے کی درخواست کی۔

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اندر چلا گیا۔ مریض تک پہنچنے میں پندرہ منٹ صرف ہو گئے۔ وہ ایک پلنگ پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پچک رہا تھا۔ عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ نوکر انہیں وہاں چھوڑ کر جا چکا تھا ...

"جولی ... ڈارلنگ ..." عمران آہستہ سے بولا۔ "ابھی تمہاری شادی ہوئی ہے اور نہ میری۔"

"کیا بکواس ہے ...؟"

"اگر ہم نے ایک منٹ کے اندر ہی اندر شادی نہ کر لی تو یہ بوڑھا پھر سے جوان ہو جائے گا۔"

"میں سچ کہتی ہوں کہ اتنے گھونسے رسید کروں گی کہ تم اپنی شکل بھی نہ پہچان سکو گے۔"

دفعتاً مریض نے آنکھیں کھول دیں۔ سرخ سرخ ڈراؤنی آنکھیں ... اور عمران جھک جھک کر اُسے آداب کرنے لگا ... پھر دروازے کی طرف مڑا جہاں تین آدمی کھڑے تھے ... ان میں سے ایک نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ جولیا بھی بوکھلا گئی ... اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ ان تینوں کی ٹائیاں سیاہ تھیں ... اور وہ ایکس ٹو کی ہدایت پر ایک بار ان لوگوں کا تعاقب بھی کر چکی تھی ... ان کے متعلق ایکس ٹو کا خیال تھا کہ وہ اشاریٹا کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

"میں نہ کہتا تھا کہ شادی کر ڈالو۔" عمران رونی صورت بنا کر بولا۔

بوڑھا مریض اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا ... پھر وہ پلنگ سے نیچے اُترا اور تن کر کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک دراز قد آدمی تھا۔ اس نے اپنی سفید داڑھی بھی چہرے سے ہٹا دی۔

"لو دیکھو ..." عمران نے آہستہ سے کہا۔ "ہو گیا نا جوان"

جولیا کچھ نہ بولی وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ چہرے کا رنگ اُڑ گیا تھا۔ اس نے بڑی مضبوطی سے عمران کی کلائی پکڑ لی۔ "تم لوگ کون ہو؟" لمبے آدمی نے گرج کر پوچھا۔ جو کچھ دیر پہلے دمہ کا ایک قریب المرگ مریض تھا۔

"ہم لوگ۔" عمران بڑا سا منہ بنا کر بولا۔ "عورت مرد ہیں۔ ہم مسٹر ہیگ سے ملنے آئے تھے۔"

"کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"کیا آپ مسٹر ہیگ ہیں؟" ... عمران نے حیرت سے کہا پھر جولیا سے بولا۔ "تم نے تو کہا تھا کہ مسٹر ہیگ مرض کی شدت کی بناء پر گفتگو بھی نہیں کر سکتے۔"

"میں کیا بتاؤں۔" جولیا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا ... "تم خود دیکھ رہے ہو ..."

"کس چکر میں ہو تم لوگ؟" لمبے آدمی نے گرج کر [illegible]

"مسٹر ہیگ سے پوچھنا چاہتے تھے کہ اب ہم شادی کریں یا نہیں۔"

"میں تمہیں بولنے پر مجبور کر دوں گا ..." دراز قد

کھانے پینے کی کچھ چیزیں منگوائی تھیں اور وقت گزر رہا تھا۔

کیپٹن جعفری کی شخصیت بڑی شاندار تھی۔ وہ ایک قد آور اور بارعب آدمی تھا! ... شاید اس کی چڑھی ہوئی گھنی مونچھیں ہی تھیں جنہوں نے اسے اتنا بارعب بنا دیا تھا ... حالانکہ فوج سے علیحدہ ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا لیکن جعفری کے انداز اب بھی فوجیوں کے سے تھے ... کسی زمانے میں وہ ملٹری کی سیکرٹ سروس کا ایک سرگرم آفیسر تھا۔ لیکن اب عمران کی ماتحتی نے سارے کس بل نکال دیے تھے اور وہ ایکس ٹو سے بہت زیادہ خوفزدہ رہتا تھا۔

جعفری وہیں بیٹھا رہا! ابھی تک اشاریٹا کے معتقدین کا تانتا نہیں ٹوٹا تھا۔ جعفری کبھی اشاریٹا کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی سیاہ ٹائی والے کی طرف۔

سیاہ ٹائی والے نے کوڈبری چاکلیٹ کا ایک پیکٹ اس طرح ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا جیسے وہ اُسے کسی کو دکھانا چاہتا ہو۔ ایک بار اشاریٹا کی نظر اس کی طرف اٹھی اور سیاہ ٹائی والا پیکٹ پھاڑ کر اس میں سے چاکلیٹ نکالنے لگا، پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف چلا گیا ... جعفری کی نگاہ اس کا تعاقب کرتی رہی۔ اب وہ زینوں پر تھا۔ اشاریٹا اب بھی بار بار اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے چہرے پر پہلا سا اضطراب باقی نہیں رہا تھا۔ تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد جعفری نے سیاہ ٹائی والے کو اوپری منزل سے واپس آتے دیکھا اور پھر وہ نیچے آ کر سیدھا باہر نکلا چلا گیا۔ دفعتاً اشاریٹا کے چہرے پر بے چینی نظر آنے لگی ... وہ اس وقت اپنے [illegible] کا [illegible] دیکھ رہی تھی۔

جعفری کے ذہن میں ایک نیا خیال سا ابھار رہا تھا ... [illegible] اٹھا اور اوپری منزل کے زینوں کی [illegible] ... ایک لمحے کے لیے رک کر اس نے کچھ سوچا اور [illegible] کرنے لگا ...

[illegible] سوچنے لگا۔ اس کی تیز اور متجسس [illegible] رہی تھیں ...

[illegible] بائیں جانب زینوں کے [illegible] ... جعفری [illegible] اور واپس جانے [illegible] تھا۔ [illegible]

لگے ہوئے اسٹینڈ میں کوڑے کچرے کی بالٹیاں لٹک رہی تھیں۔ جعفری کی تیز نظریں بالٹیوں پر پڑتی ہوئی دوسری جانب مڑنے والی ہی تھیں کہ وہ ٹھٹک گیا! ... ایک بالٹی میں کوڈبری چاکلیٹ کے پیکٹ کا کور مڑی تڑی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

جعفری نے بڑی پھرتی سے اُسے اٹھا لیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ ساتھ ہی وہ اُسے کھولتا بھی جا رہا تھا۔ کاغذ کی تہوں کے درمیان ایک ایسا کاغذ نظر آیا جس پر پنسل سے کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس نے کاغذ کے ان سارے ٹکڑوں کو جیب میں ٹھونس لیا اور واپسی کے لیے مڑا۔

پھر وہ اس وقت ہال میں پہنچا جب اشاریٹا اپنی میز سے اٹھ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی اٹھے۔ لیکن اشاریٹا نے مسکرا کر ان سے کچھ کہا اور وہ بیٹھ گئے۔ وہ بڑے پُروقار انداز میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی زینوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔

جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی۔ جعفری نے چاروں طرف ایک اُچٹتی سی نظر ڈال کر جیب سے کاغذ کے ٹکڑے نکال لیے پھر اُن میں سے وہ کاغذ الگ کیا جس پر پنسل کی تحریر تھی اور بقیہ کو دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ وہ اُسے پڑھ رہا تھا۔

تدبیر کامیاب رہی۔ ایک عورت اور ایک مرد ہماری قید میں ہیں۔ مرد کچھ بے وقوف سا معلوم ہوتا ہے۔ وہ دیسی ہے لیکن عورت اطالوی معلوم ہوتی ہے۔ اس نے اپنی صحیح قومیت نہیں بتائی۔ ابھی تک ہم ان سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے۔ انہیں فورٹینتھ اسٹریٹ والے مکان میں رکھا ہے۔ یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ وہ کل کتنے آدمی ہیں۔ ان سے ابھی تک کچھ بھی نہیں معلوم کیا جا سکا ... اب ہم حکم کے منتظر ہیں۔"

تحریر ختم کر کے جعفری نے ایک گہرا سانس لیا۔ اُسے علم تھا کہ جولیا آج عمران کو سول اسپتال لے جائے گی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی مصروفیات سے آگاہ نہیں رکھتے تھے ... وہ سوچنے لگا ممکن ہے وہی دونوں ان کے ہاتھ لگے ہوں۔

وہ اپنی میز سے اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف آیا جہاں فون رکھا تھا۔ اس نے سب سے پہلے جولیا کے لیے ہوٹل میں فون کیا ... لیکن وہاں سے جواب ملا کہ وہ نو بجے صبح کی گئی ہوئی ابھی تک واپس نہیں آئی ... کیپٹن جعفری نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے عمران

عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"کیا میں اتنی دیر سے بول نہیں رہا؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔ "تم کون ہو، مسٹر بیگ سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"میں عبدالمنان ہوں۔ بیگ صاحب سے اس لیے ملنا چاہتا تھا کہ ان سے اس شادی کی اجازت لے سکوں۔"

"یہ لڑکی یورپشین ہے... مسٹر بیگ کی بھتیجی۔ ابھی حال ہی میں اٹلی سے آئی ہے۔ کل پہلی بار مسٹر بیگ سے اسپتال میں ملی تھی۔"

"یہ اس طرح نہیں بتائے گا۔" لمبے آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "... ان دونوں کو اس کمرے سے لے چلو... پھر دیکھیں گے۔"

"کیا گود میں لے چلو گے..." عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"عمر میں تو گود میں بھی چل سکتا ہوں۔ مگر خبردار اس لڑکی کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ میں یہیں خودکشی کر لوں گا۔"

سیاہ ٹائی والوں میں سے ایک نے بڑھ کر عمران کی گردن سے ریوالور لگا دیا اور اس پر تھوڑی سی طاقت صرف کرتا ہوا بولا۔ "چلو۔"

جولیا عمران کے ساتھ چل رہی تھی۔... عمران نے روہانسی آواز میں کہا۔ "لعنت ہے ایسے چچا پر! کیا یہ خود تم سے شادی کرنا چاہتا ہے تم نے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس وقت اس کی ساری ذہانت رخصت ہو گئی تھی۔... انھیں ایک دوسرے کمرے میں لایا گیا۔... اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں تنہا رہ گئے۔... عمران نے کسی لڑاکی عورت کی طرح پینترہ بدلا۔ "کس گدھے نے تمہیں یہ مشورہ دیا تھا مجھے اس مصیبت میں پھنسا دو۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ کیا ہو گیا!!"

"اگر میں مار ڈالا گیا تو تم سے سمجھ لوں گا۔"

"کچھ سوچو۔ رہائی کے لیے کچھ سوچو..." جولیا نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"میں کیا سوچوں۔ اب بلاؤ اپنے چیف آفیسر کو۔" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"تمہیں یہاں لانے کا مشورہ اسی نے دیا تھا!"

"کیا مطلب یہاں۔" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلی آواز میں کہا۔

"مطلب یہ کہ اس نے کہا تھا... بیگ کے معاملے میں عمران سے مدد لو! وہ اس سے گفتگو کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ پیدا کر ہی لے گا۔"

"اس کے باپ کا نوکر ہے عمران۔" عمران غرایا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ کہتی بھی کیا! وہ خود بھی بوکھلا گئی تھی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"کل جب میں اس بوڑھے سے ملی تھی، تو وہ اتنا توانا نہیں تھا اور نہ اتنا لمبا تھا! مجھے یقین ہے، کل والا بوڑھا مسٹر بیگ ہی تھا مگر یہ... سب کچھ شاید آج ہی ہوا ہے۔ ٹی تھری بی کے ساتھی ہر جگہ گہری نگاہ رکھتے ہیں۔"

"تم نے خوامخواہ میری اسکیم بھی برباد کر دی۔"

"میں کیا کرتی۔ مجھے تو بہرحال ایکس ٹو کے حکم کی تعمیل کرنی تھی۔"

"اچھا تو کرو تعمیل۔ میں تو خودکشی کرنے جا رہا ہوں۔"

●

جیسے ہی اسٹاریٹا کی کار جعفری منزل سے نکلی۔ کیپٹن جعفری نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ ایک ٹیکسی میں تھا۔... اسٹاریٹا تنہا تھی۔... کار وہی ڈرائیور چلا رہا تھا۔ کچھ دیر تک تو ایسا معلوم ہوتا رہا جیسے وہ یونہی بے مقصد مختلف سڑکوں کے چکر لگا رہی ہو... پھر وہ پرنس ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ کیپٹن جعفری نے اسے کار سے اتر کر ہوٹل میں جاتے دیکھا تھا۔

وہ بھی ٹیکسی سے اتر گیا اور ٹیکسی وہیں کھڑی رہی۔ ہال میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اسٹاریٹا اپنے معتقدوں میں گھر گئی ہے۔ یہاں بہتیرے لوگ اسے پہچانتے تھے۔

جعفری نے قریب ہی ایک میز انگیج کر لی۔ ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا! اسٹاریٹا کی میز کے گرد کئی کرسیاں تھیں مگر اس کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔ اس کی نظریں بار بار ایک جانب اٹھ رہی تھیں۔ پہلے تو جعفری نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا لیکن پھر جب ایک بار اسی سمت اس کی نظر اٹھی تو اسے اپنی محنت بار آور ہوتی معلوم ہوئی۔ وہ ایک [illegible] تھا جسے اسٹاریٹا بار بار دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے کافی [illegible] پر تھا اور اس کے گلے میں سیاہ ٹائی تھی۔ جولیانا فٹزواٹر [illegible] تحقیق تھی کہ اسٹاریٹا جن لوگوں سے تعلق رکھتی ہے وہ عموماً [illegible] ٹائیاں استعمال کرتے ہیں۔

جعفری بڑے صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے لیے جعفری منزل فون کیا، لیکن وہاں سے کسی نے بتایا کہ عمران دس بجے سے غائب ہے۔

اب وہ ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگا۔ کیا ایکس ٹو کو بھی ان حالات کا علم ہو گا! کاش اسے ایکس ٹو نے اپنا فون نمبر بھی بتایا ہوتا...

وہ کاؤنٹر کے پاس سے ہٹ کر ایک ستون کی اوٹ میں آ کھڑا ہوا... اسٹاریٹا اوپر سے واپس آ گئی تھی، لیکن چونکہ یہاں سے فاصلہ زیادہ تھا اس لیے جعفری اس کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا، ویسے اسے یقین تھا کہ شدید قسم کی ذہنی الجھن میں مبتلا ہو گئی ہو گی۔ اگر اس کے ارد گرد معتقدین کی بھیڑ نہ ہوتی تو شاید وہ یہاں رک بھی نہ سکتی۔ جعفری سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے کہ اس نے اسٹاریٹا کو پھر اٹھتے دیکھا شاید وہ اب ان لوگوں سے معذرت طلب کر رہی تھی۔

معتقدین کی بھیڑ اسے کار تک پہنچانے گئی۔ جعفری اب دیکھنا چاہتا تھا کہ اسٹاریٹا کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔

جیسے ہی اس کی کار حرکت میں آئی۔ اسی کے پیچھے جعفری کی ٹیکسی بھی چل نکلی لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس کی مایوسی کی حد نہ رہی، جب اس نے اگلی کار کو جعفری منزل کے پھاٹک میں داخل ہوتے دیکھا، اب کیا ہو سکتا ہے... پہلے وہ سمجھا تھا کہ [illegible] اسٹاریٹا غیر متوقع طور پر اپنے ایک آدمی کے پیغام سے [illegible] جانے کے بعد معلومات حاصل کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی [illegible] تلاش کرے گی۔

بہرحال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا [illegible] فوری طور پر [illegible] اسٹریٹ کی اس عمارت کا پتا لگانے کی کوشش کرے جہاں اس کی دانست میں وہ دونوں [illegible]

[illegible] کوئی چھوٹی جگہ نہیں تھی... لہٰذا وہاں کسی [illegible] کا پتا معلوم کرنا مشکل ہی تھا۔

"[illegible]... جولیانا فٹزواٹر... تم اونگھ رہی ہو۔"

[illegible]... وہ بیچ میں بیٹھے اونگھ [illegible]

[illegible] مسکرائی۔ یہ رات تھی! اور [illegible]

[illegible] اور تھکتی ہو... پھر

اصولوں کے اختلاف پر میں نے استعفیٰ دے دیا۔

* * * * * * * * * * * * * *

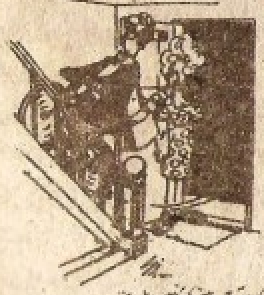

کیا آج پیچھے کوئی نہیں ملی؟

* * * * * * * * * * * * * *

مسکرا بھی رہی ہو: "کاش میں نے شہد کی مکھیوں والا تھیلا اسی دن تم پر خالی کر دیا ہوتا۔ تم سے خدا سمجھے۔"

"تو پھر کوئی تدبیر نکالو نا۔" جولیا دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتی ہوئی بولی۔ "کب تک یہاں رہیں گے!"

"تدبیر یہ ہے کہ تم میرے سر پر بیٹھ جاؤ اور میں حلق پھاڑ پھاڑ کر بھیرویں گاؤں۔"

"بھیرویں کیا...؟"

"بھیرویں تمہارے چیف آفیسر کی دُم میں بندھے ہوئے پھندنے کو کہتے ہیں۔"

جولیا ہنسنے لگی لیکن ہنسی میں زندگی نہیں تھی۔ عمران تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ٹی تھری بی صرف وقت گزار رہی ہے۔"

"وقت گزاری سے کیا مراد ہے!"

"اسے جس چیز کی بھی تلاش تھی شاید مل گئی۔"

"یہ تم کس بنا پر کہہ رہے ہو؟"

"پھر بحث شروع کی تم نے!"

"میں بحث نہیں کرتی۔ میں صرف اس خیال کی وجہ دریافت کرنا چاہتی ہوں۔ خیر اسے بھی جانے دو، یہی بتا دو کہ وہ اس چیز کے حصول کے بعد بھی جعفری منزل میں کیوں مقیم ہے!"

"وہ سوچتی ہوگی کہ کہیں اس کی محنت برباد نہ ہو جائے۔ کیوں کہ کچھ نامعلوم آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اسے اس کا احساس ہو گیا ہے ورنہ وہ ہمیں اس طرح قید کیوں کرا دیتی۔"

"یہ بھی کوئی بات نہ ہوئی۔ میں تو کوئی منطقی دلیل چاہتی ہوں۔" جولیا نے کہا۔

"اچھا بس اب اپنی ٹائیں ٹائیں ختم کرو... میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں...!"

"کچھ اور بھی۔ بلکہ رہائی کی تدبیر۔" جولیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"رہائی کی تدبیر کیا سوچنا ہے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں آتے... اگر وہ لوگ مار ڈالنے کی دھمکی دیں تو انہیں اس قدر غصہ دلاؤ کہ وہ سچ مچ تمہیں مار ہی ڈالیں۔ ارے اس زندگی میں رکھا ہی کیا ہے؟"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے!"

"پھر کیوں لائی تھیں۔ مجھے اپنے ساتھ جب میرے کسی مشورے پر عمل نہیں کرنا تھا۔"

"تم سے خدا سمجھے عمران! تم موت کے منہ میں بھی سنجیدگی نہیں اختیار کر سکتے۔"

"میں اب تک نکل بھی گیا ہوتا لیکن مجھے تمہاری فکر ہے۔"

"تم میری فکر نہ کرو۔ کچھ شروع کر دو۔ میں اپنی حفاظت آپ کر لوں گی۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا! اچھا تو اب میں شروع کرنے جا رہا ہوں۔"

لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ شروع کرتا کسی نے باہر سے قفل میں کنجی گھمائی دروازہ کھلا اور چار آدمی اندر داخل ہوئے... ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"اٹھو... تم لوگ!" ریوالور والے نے خشمگیں لہجے میں کہا۔ وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ عمران نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھا لیے تھے۔ اور وہ اب سچ مچ بہت زیادہ خوف زدہ نظر آنے لگا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کا دم ہی نکل جائے گا۔ وہ ہانپتا کانپتا ان لوگوں کے ساتھ چلنے لگا۔

وہ ایک بہت بڑے کمرے میں آئے۔

"ارے یہ تو۔ وہی ہے۔" عمران نے اشارشیا کی آواز سنی۔ اس وقت وہ اشارشیا سے بہت مختلف نظر آ رہی تھی جسے اس نے جعفری منزل میں دیکھا تھا۔ اس وقت اس کے جسم پر اسکرٹ کی بجائے خاکی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ تھی اور آنکھوں میں نسوانیت کا شائبہ تک بھی نہیں تھا۔ وہ بس ایک زخمی درندہ کا معلوم ہو رہی تھی۔

"کیوں! تم کون ہو...؟" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ایک سرکس بوائے..." عمران نے شرما کر جواب دیا۔

"تم جھوٹے ہو...!"

"پھر میں کسی طرح یقین بھی نہیں دلا سکتا۔ ویسے یہ لڑکی تمہیں بھی بتائے گی۔ ہم دونوں اشار سرکس میں ملازم ہیں۔"

"اور شکیل اتنا کم رتبہ آدمی ہے کہ سرکس والوں سے دوستی کرتا پھرے گا!"

"بچپن میں ہم دونوں نے ایک ہی اسکول میں تعلیم پائی تھی۔"

"خیر... تم میری ٹوہ میں کیوں تھے؟"

"شکیل نے مجھ سے کہا تھا کہ تم یہاں کسی خزانے کی تلاش میں آئی ہو۔ اس نے بتایا کہ تم نے اس کے بڑے بھائی کو ایک رات آگاہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پھاٹک سے گزر کر عمارت میں نہ داخل ہو... ورنہ خسارے میں رہے گا... وہ پھاٹک سچ مچ گر پڑا... پھر تم اس کے ساتھ جعفری منزل ہی میں مقیم ہو گئیں۔ شکیل نے ایک رات کو اتفاق سے تمہیں وہاں کچھ تلاش کرتے دیکھ لیا! میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

"کہتے رہو۔" اشارشیا غرائی۔

"مجھے سراغرسانی کا بڑا شوق ہے۔ جب شکیل نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا تو میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں جعفری منزل میں تمہارے قیام کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کروں گا... لہٰذا میں نے جعفری منزل میں قیام کیا۔ یہ لڑکی جو میری محبوبہ ہے میرے لیے کام کرتی رہی! اسی نے اس عمارت کے متعلق بہتیری معلومات فراہم کیں۔ مسٹر سنگھ کا پتا لگایا... اور پھر مجھے یہاں لا پھنسایا... ایسی واہیات تو شیطان کی محبوبہ بھی نہ ہوگی۔"

"میں تمہیں قتل کر دوں گی... ورنہ بتاؤ کہ تم کون ہو! اور تمہارے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ اس واقعہ کا علم اور کتنے آدمیوں کو ہے؟"

"صرف تین آدمی جانتے ہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا... "میں۔ میری محبوبہ۔ اور جمیل کی بیوی کا دیور۔"

اشارشیا اسے خاموشی سے گھورتی رہی... پھر بولی۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو...؟"

"میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں! یہ لڑکی بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔ شکیل بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ اشار سرکس والے بھی جھوٹ بول سکتے ہیں۔ صرف تم سچ بول سکتی ہو۔"

"تم نے میرے متعلق کیا معلوم کیا؟"

"کچھ بھی نہیں۔" عمران نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا۔ "بس اتنا ضرور معلوم ہوا کہ اب میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا۔ زندگی بھر تمہارے خواب دیکھنے پڑیں گے۔"

"بکواس بند کرو!"

"میں اب خاموش ہی رہوں گا۔ ویسے تم اس لڑکی سے حقیقت معلوم کر سکتی ہو۔ یہ بھی تمہاری ہی طرح سوئس ہے۔"

"تم سوئس ہو؟" اشارشیا نے جولیا سے پوچھا۔

"ہاں میں سوئس ہوں!" جولیا نے سوئس ہی میں جواب دیا۔ اور اس نے اسی زبان میں عمران کے بیان کی تصدیق کی۔

دفعتاً ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا سب سامان تیار ہے...!" اشارشیا نے اس سے پوچھا۔

"ہاں مادام۔" اس نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

"ان دونوں کو کمرے میں بند کر دو..." پھر اس نے عمران کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

عمران بہت دیر سے اس چھوٹے سے بریف کیس کو دیکھ رہا تھا جسے اشارشیا اپنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھی۔

"کیا تمہیں وہ چیز مل گئی ہے جس کی تلاش تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔" اشارشیا مسکرائی۔ "لیکن وہ کسی قدیم شاہی [illegible] تم لوگ اس قسم کے ناول پڑھ کر [illegible]...؟"

"[illegible]...؟"

"[illegible] کے کاغذات جنہیں میں دنیا کی [illegible] دولت رکھتی تھی۔ لاکھوں کی [illegible]"

"اور یہ طویل خدمات کے سلسلے میں"

"یہ کاغذات یہاں کیسے پہنچے تھے؟"

"ایک سرکس بوائے کو ان چیزوں سے دلچسپی نہ ہونی چاہیے۔ میں تم پر رحم کھا رہی ہوں۔ تم قتل نہیں کیے جاؤ گے۔ صبح تک تم کو رہائی نصیب ہوگی۔" اشارشیا نے کہا۔

"میں تم سے رحم کی بھیک نہیں مانگتا!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا تم مجھے کوئی گھٹیا آدمی سمجھتی ہو... تم نے جس طرح جعفری خاندان والوں کو الو بنایا تھا مجھے نہیں بتاؤ گی؟ تمہارے سلسلے میں کونسی ایسی بات ہے جس کا علم مجھے نہیں ہے... تم بہت دنوں سے جعفری منزل میں گھسنے کا پروگرام بنا رہی تھیں۔ اس سلسلے میں تم نے جوتش اور حاضرات کا ڈھونگ رچایا۔ تم جوتش کی ماہر تو ہو سکتی ہو لیکن حاضرات کی ابجد سے بھی تمہاری واقفیت نہیں ہے۔ تم نے کہیں سے مشرقیوں کے اس کمال کا تذکرہ سن لیا ہوگا۔ بس دو چار کالے چراغ لے کر جا بیٹھیں لیکن ایک بار بھی چراغوں کی لوؤں پر روحوں کو نہ طلب کر سکیں۔ اس کی بجائے تم نے جمیل سے یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ روحیں تم سے ناراض ہو گئی ہیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ وہ رات یاد ہے نا تمہیں جب تم اپنے کمرے میں چیخ رہی تھیں اور اس طرح خوف زدہ نظر آ رہی تھیں جیسے وہ چراغ تمہارے لیے موت کا پیغام لانے والے ہوں۔ جمیل سے تم نے چراغوں کو بجھانے کے لیے کہا تھا لیکن وہ انہیں نہ بجھا سکا۔ تم نے محض

اس لیے کیا تھا تاکہ اُسے کم از کم ان چراغوں کے غیر معمولی ہونے کا یقین تو آ ہی جائے۔ حقیقتاً وہ بے چارا اس سلسلے میں دھوکا کھا گیا تھا۔ حالانکہ بہت پڑھا لکھا آدمی ہے۔ وہ یہی سمجھا کہ چراغ تو غیر معمولی ہیں۔ لہٰذا یہی بات ہو سکتی ہے کہ کمرے میں تم سے نازل ہو گئی ہوں۔ یہ سب کچھ تم نے محض اس لیے کیا تھا کہ جعفری منزل میں ایک مہمان کی حیثیت سے داخل ہو کر نہایت سکون کے ساتھ ان کاغذات کی تلاش جاری رکھ سکو۔ چراغ واقعی غیر معمولی ہیں!۔۔۔"

عمران اشارتیا کو آنکھ مار کر مسکرایا اور پھر بولا۔ "دیئے جوڑے بنائے گئے ہیں۔ ان کے درمیان میں کافی جگہ خالی ہے۔۔۔۔۔ اوپری حصے میں تم نے تیل ڈال کر روئی کی بتیاں ڈال دی تھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں حصوں کے درمیان میں پانی اور کاربائیڈ ہوتا تھا اور روئی کی بتی کے نیچے ایک باریک سی نلکی سے گیس نکل کر جلتی تھی۔۔۔۔ بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ لو روئی کی بتی سے نکل رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لو اس نلکی سے نکلتی تھی جس کا تعلق کاربائیڈ سے تھا۔۔۔۔ اب رہ گیا چراغ کے گرنے کا مسئلہ تو اس کے اوپری حصے میں پہلے سے ایک دراڑ پڑی ہوئی تھی۔ تمہارے آدمیوں نے تھوڑی سی محنت کر کے اُسے اس رات گرا دیا تھا! کیوں کیا غلط کہہ رہا ہوں!"

"مجھے تمہارے مسئلے پر دوبارہ غور کرنا پڑے گا!" اشارتیا نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"غور کرنے کے لیے بہت وقت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم مجھے زندہ نہ چھوڑو گی۔ پھر میں کیوں خواہ مخواہ اس لذت سے محروم ہو جاؤں۔ مجھے ایسی باتیں کرنے میں بڑی لذت ملتی ہے۔ سوال تو۔۔۔ جمیل کے کمرے والی آگ بھی [illegible] کا کرتب تھا۔۔۔ وہ آگ تم ہی نے لگائی تھی اور اس طرح کہ جمیل کو اس کا احساس نہیں ہو سکا۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس ہی موجود تھا۔ اب تم یہ کاغذات لے جا رہی ہو جو اس بے چارے جرمن جاسوس نے بڑی محنت سے چرائے تھے!"

"کہاں سے چرائے تھے؟" اشارتیا غرائی۔

"برطانیہ کے دفتر خارجہ سے۔۔۔ اور اس نے انہیں جعفری منزل میں چھپا دیا تھا۔ ادھر پولیس کو اس پر شبہ ہو گیا اور وہ عمارت فروخت کر کے بھاگ نکلا۔۔۔ اُسے اتنا موقع بھی نہ مل سکا کہ وہ ان کاغذات کو وہاں سے نکال سکتا۔ ممکن ہے اس نے مصلحتاً بھی انہیں وہیں رہنے دیا ہو۔ سوچا ہو کہ جب ضرورت ہوگی نکال لے جائے گا۔ پولیس کو در اصل انہی کاغذات کی تلاش تھی۔۔۔۔ وہ جاسوس بے چارا نہ جانے کہاں کھپ گیا!"

"اب تمہاری زندگی محال ہے!" اشارتیا غراتی ہوئی آواز میں بولی۔

"تمہارے بغیر میں زندہ بھی نہیں رہنا چاہتا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تی تھری بی۔۔۔ یعنی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا!"

دفعتاً سوٹ کیس اشارتیا کے ہاتھوں سے چھوٹ پڑا۔

"مار ڈالو اسے۔۔۔" وہ جلدی سے جھک کر سوٹ کیس اٹھاتی ہوئی چیخی۔ جولیا بوکھلا گئی۔۔۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ عمران مکاری سے کام لے کر کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا لے گا۔ لیکن تھریسیا کی شخصیت سے پردہ اٹھا دینا گویا اسے چیلنج کرنا تھا۔ کیا عمران سے سچ مچ حماقت سرزد ہوئی تھی! دفعتاً پانچوں آدمی عمران پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ جولیا اچھل کر ہٹ گئی۔۔۔ اس نے بھی اندازہ کر لیا تھا کہ وہ کاغذات اسی سوٹ کیس میں ہو سکتے ہیں جو تھریسیا بڑی احتیاط سے ہاتھ میں تھامے ہوئی تھی۔

جولیا نے عمران کو ان آدمیوں کے نرغے سے نکلتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ دو آدمی یکے بعد دیگرے فرش پر ڈھیر ہو گئے ہیں۔

"اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ گولی مار دوں گا!" اس آدمی نے کہا جس کے پاس ریوالور تھا۔۔۔

عمران نے اس طرف دھیان دیے بغیر تھریسیا کے سوٹ کیس پر جھپٹا مارا مگر تھریسیا بھی کم پھرتیلی نہیں تھی۔۔۔ وہ اُسے صاف بچا لے گئی۔۔۔ تھریسیا ہی وہ عورت تھی جس نے سارے یورپ کو انگلیوں پر نچا کر رکھ دیا تھا۔ وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہیں آ سکتی تھی۔۔۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔ مگر شاید اس خیال سے وہ لوگ فائر نہیں کرنا چاہتے تھے کہ یہ عمارت شہر کے ایک کافی آباد حصے میں واقع تھی۔۔۔

جولیا بُری طرح کانپنے لگی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران نے یہ کیا پاگل پن اختیار کیا ہے۔ اگر وہ زیادہ [illegible] نہ دکھاتا تو شاید تھریسیا ان دونوں کو نکل جانے دیتی۔ وہ تھریسیا اور اس کے کارناموں سے اچھی طرح واقف تھی۔

عمران نے پھر ہاتھ اوپر اٹھا دیے اور تھریسیا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر غرائی۔ "کتنے نکمے ہو تم لوگ۔ تم سے ایک آدمی بھی نہیں پکڑا جاتا! اسے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دو۔۔۔ اور تم بھی چپ چاپ کھڑی رہو گی ورنہ انجام بڑا دردناک

ہو گا!"

جولیا جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔ پانچوں آدمی عمران پر جھپٹے۔ عمران پھر جھکائی دے کر ان کے نرغے سے نکل گیا اور دو آدمیوں کے سر گیند کی طرح ٹکرائے۔ تیسرے کی پیشانی پر عمران کا گھونسہ پڑا۔۔۔ اور چوتھے کے پیٹ پر لات۔ پانچویں نے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کی۔

دفعتاً تھریسیا نے عمران پر فائر کر دیا۔۔۔ عمران چکرا کر گرا۔۔۔ اور پھر نہ اٹھ سکا۔ پستول کی آواز بڑی ہلکی تھی۔ شاید ان کمروں ہی میں گونج کر رہ گئی ہو۔

"اب اس لڑکی کے ہاتھ پیر باندھ کر یہیں ڈال دو!" تھریسیا نے پُرسکون آواز میں کہا۔ جولیا خاموش تھی۔ انھوں نے ڈوریاں نکالیں اور جولیا کی طرف بڑھے۔۔۔ تھریسیا عمران کی طرف پُشت کیے کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔ اور شاید جولیا کی بے بسی سے لطف اندوز بھی ہو رہی تھی۔۔۔ جولیا کو اس کی مسکراہٹ نہ جانے کیوں بڑی ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھی۔

اچانک عمران نے لیٹے لیٹے تھریسیا کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ پانچوں آدمی جولیا کو باندھنے میں مشغول تھے۔ اور تھریسیا انہیں دیکھ رہی تھی۔ ان میں سے کوئی بھی عمران کی طرف متوجہ نہ تھا۔ صرف جولیا نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا تھا اور آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اسے خوف تھا کہ کہیں کسی کی نظر عمران پر نہ پڑ جائے۔

عمران تھریسیا کے قریب پہنچ چکا تھا۔۔۔ اس نے ایک ہاتھ اس کے سوٹ کیس پر ڈالا اور لیٹے ہی لیٹے کمر پر ایک ایسی [illegible] کہ وہ اچھل کر ان پانچوں آدمیوں پر جا پڑی۔ بیک [illegible] کمرے میں گونج اٹھیں۔ عمران نے [illegible] کا پستول بھی اٹھا لیا جو قریب ہی پڑا ہوا تھا۔۔۔

"[illegible] کھڑے رہو۔" عمران نے انہیں للکارا۔ [illegible] جان جا چکا جس کے پاس پستول [illegible] مشکل ہی تھا۔ عمران نے [illegible] گولی اس کے بازو پر لگی اور وہ [illegible]

[illegible] اس کا یہ انجام [illegible]

[illegible] تھریسیا

کو جکڑ دو۔۔۔"

وہ لوگ پتھر کے مجسموں کی طرح کھڑے رہے۔۔۔ ٹھیک اسی وقت دوسرے کمرے میں دروازے پر کسی کا سایہ پڑا اور عمران اچھل کر ایسی پوزیشن میں آ گیا کہ دروازے سے اندر داخل ہونے والا بھی پستول کی زد پر رہے۔۔۔ دوسرے ہی لمحے میں کیپٹن جعفری دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ اور پھر اس طرح اچھل پڑا جیسے بے خیالی میں اس کے پیر کسی اسپرنگ پر پڑ گئے ہوں۔

"جولیا نافٹز واٹر کو کھولو۔" عمران نے جعفری سے کہا۔ اور وہ جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جولیا کے آزاد ہونے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا۔۔۔

"اب تی تھری بی کو انہیں نائیلون سے باندھ دو!"

لیکن جعفری جیسے ہی اس کے سامنے پہنچا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اس کی بڑی بڑی مونچھیں پکڑ کر جھول گئی۔ اور پھر اسے اس طرح دروازے کی طرف کھینچنے لگی کہ خود اس کے بھاری بھرکم جسم کی اوٹ میں ہو گئی۔۔۔ جعفری تکلیف کی شدت سے کراہنے لگا لیکن اس کا ہاتھ اس خوب صورت عورت پر نہ اٹھ سکا۔ وہ عمران ہی تھا جس نے بیدردی سے اس کی کمر پر لات رسید کی تھی۔

عصرِ حاضر کی الف لیلیٰ
اردو زبان کی طویل ترین کہانی
ایک ایسے انسان کی داستان جو سوچ کی انگلیوں سے دوسروں کے دماغ کو ٹٹولتا ہے اور لوگوں کو اپنی سوچ کے اشاروں پر چلاتا ہے
ٹیلی پیتھی کے ماہر فرہاد علی تیمور کی داستانِ حیات
جو پچھلے نو برس سے پاکستانی سسپنس ڈائجسٹ میں شائع ہو رہی ہے
دیوتا
جس کی دلچسپیاں سطر سطر بڑھ رہی ہیں
● راوی: فرہاد علی تیمور ● زورِ قلم: محی الدین نواب
دیوتا نے اپنی طوالت کی بنا پر طویل ترین کہانی کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ ڈائجسٹ سائز کے اب تک 8000 صفحات شائع ہو چکے ہیں جو عام کتابی سائز کے 32000 صفحات کے برابر ہیں۔
[illegible]
★ قیمت فی حصہ [illegible]
[illegible]
کتاب والا [illegible] دہلی [illegible]

عمران اس کی طرف جھپٹا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر تھریسیا نے اُسے عمران پر دھکیل دیا۔ اور خود ہرنوں کی طرح قلانچیں بھرتی ہوئی نکل چلی گئی۔۔۔ عمران نے جعفری کے اوپر سے چھلانگ لگائی لیکن جب تک وہ صدر دروازے تک پہنچا۔ باہر سے کسی کار کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ اندھیرے میں اسے کار کی عقبی روشنی دکھائی دی۔ کار بڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ عمران نے اگلے موڑ پر اُسے غائب ہوتے دیکھا۔۔۔ وہ مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔ آس پاس کوئی کار بھی موجود نہیں تھی کہ وہ اس کا تعاقب کر سکتا۔۔۔ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا صاف نکل گئی تھی۔

عمران بُرا سا منہ بناتے ہوئے اندر واپس آیا۔ یہاں جعفری اُن چاروں آدمیوں سے دل کھول کر انتقام لے رہا تھا۔ پانچواں تو دیر سے بے ہوش پڑا تھا! اس کے بازو کے زخم سے کافی مقدار میں خون بہہ گیا تھا۔

جعفری کے بائیں ہاتھ میں ریوالور تھا! اور وہ اپنے ہاتھ سے وہ ان چاروں پر گھونسے برسا رہا تھا۔۔۔ ریوالور کے خوف سے وہ اس سے لپٹ پڑنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے۔

"شاباش۔ شاباش۔" عمران نے اُسے چمکار کر کہا۔ "مگر یہ بے چارے تو مونچھوں کی بڑی عزت کرتے ہیں!"

"خاموش رہو۔" جعفری غرّایا! "ورنہ تم سے بھی اچھی طرح پیش آؤں گا۔"

"چلو جعفری ختم کرو۔" جولیا نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "اب انھیں تو باندھ ہی لو!"

جولیا کی نظریں اس چھوٹے سوٹ کیس پر جمی ہوئی تھیں جو اَب عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"تھریسیا نکل گئی۔" عمران نے اُس سے کہا۔

"یہ بہت بُرا ہوا۔۔۔!"

"خدا ایسی مونچھیں کسی کو نصیب نہ کرے!" عمران نے اس انداز میں کہا، جیسے وہ مونچھیں نہیں بلکہ کوئی مہلک بیماری ہوں۔

"تم اپنا منہ نہیں بند کرو گے۔" جعفری دہاڑا۔۔۔۔

"جعفری یہ لوگ بھی فرار ہو جائیں گے۔" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ جعفری ان لوگوں کے ہاتھ پشت پر باندھ کر انھیں جانوروں کی طرح فرش پر گرانے لگا۔ جب وہ چاروں کو باندھ چکا تو عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ عمران کو بھی حقیقتاً اس پر بُری طرح غصہ آ رہا تھا کیونکہ تھریسیا اسی کی کمزوری کی بنا پر فرار ہونے میں کامیاب ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت بحیثیت ایکس ٹو کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن وہ اُسے بہر حال سزا دینا چاہتا تھا۔

"ایسی مردانگی سے کیا فائدہ جعفری صاحب کہ عورتیں مونچھیں پکڑ کر جھول جائیں۔" اُس نے مضحکہ اُڑانے والے انداز میں کہا۔

"میں تمھاری زبان کھینچ لوں گا۔" جعفری حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

عمران نے سوٹ کیس ایک طرف ڈال کر کہا۔ "آؤ آج اپنی یہ خواہش بھی پوری کر لو۔"

جولیا چپ چاپ کھڑی انھیں دیکھتی رہی۔ جعفری گھونسا تان کر عمران پر جھپٹ پڑا۔۔۔ لیکن جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا عمران نے جھلاوا دے کر اس زور کا ہاتھ کنپٹی پر رسید کیا کہ جعفری کی آنکھوں میں تارے سے ناچ گئے۔ وہ لڑکھڑایا۔۔۔ توازن قائم رکھنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن آخر کار چاروں قیدیوں پر جا گرا۔۔۔ وہ چاروں بُری طرح چیخے۔۔۔ جعفری کافی گرانڈیل قسم کا آدمی تھا۔ وہ غصّے میں اپنی پریشانی فوراً بھول کر اٹھا لیکن وہ عمران ہی کیا جو اپنے کسی حریف کو سنبھلنے کا موقع دے سکے:

جعفری ذرا سی دیر میں بے کار ہو گیا۔ اس دوران جولیا سوٹ کیس لے کر نو دو گیارہ ہو گئی تھی۔۔۔۔

جعفری دیوار سے لگا بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ عمران نے منہ بنا کر کہا: "تم سب ایک طرح سے نکمّے ہو۔۔۔ اب دیکھو وہ شیطان کی نواسی سوٹ کیس ہی لے بھاگی۔"

جعفری غصّے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ اُس نے جیب سے ریوالور نکالا اور عمران پر جھونک دیا۔ عمران بھی غافل نہیں تھا گولی اس کے سر پر سے گزر گئی لیکن جعفری دیوانوں کی طرح ٹریگر دباتا ہی چلا گیا حتیٰ کہ میگزین کی آخری گولی بھی صرف کر دی۔ لیکن عمران اس کے باوجود بھی اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا مسکراتا رہا۔۔۔ اس نے اسی وقت سنگ ہی کے ایجاد کردہ آرٹ سے فائدہ اُٹھایا تھا۔ ورنہ جعفری جیسے اچھے نشانہ باز کے ہاتھوں اُسے موت ہی نصیب ہوتی:

"کیا میں دوسرے راؤنڈ کے لیے کارتوس پیش کروں جناب کپتان صاحب؟" عمران نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

اور جعفری نے ریوالور اس پر کھینچ مارا۔ عمران ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ "اب غصّہ تھوک ڈالیے جناب کپتان صاحب۔ ورنہ اگر یہ چاروں بھی فرار ہو گئے تو آپ کا چیف ایکس ٹو آپ کی بُری

طرح خبر لے گا۔۔۔ اچھا۔۔۔ ٹاٹا۔۔۔"

▽ ▽

جعفری منزل میں صبح کے ناشتے کی میز پر شکیل اپنی رام کہانی سنا کر خاموش ہوا تو عمران بولا۔ "مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ تمھیں اس وقت تک روکے رکھیں جب تک تھریسیا ان کاغذات کو پانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ وہ سمجھتے تھے کہ صرف تم ہی تھریسیا کی پُراسرار نقل و حرکت سے واقف ہو اور کوئی نہیں جانتا اس لیے وہ لوگ تمھیں یہاں سے ہٹا لے گئے۔ اور انھوں نے محترمہ رضیہ کے متعلق ایک اتہام تراش کر تمھیں الجھن میں ڈال دیا۔ مقصد بہر حال یہ تھا کہ وہ تمھیں کسی نہ کسی طرح روکے رکھیں۔ حتیٰ کہ تھریسیا کامیاب ہو جائے۔"

"کیا تمھیں علم تھا کہ وہی لوگ مجھے لے گئے تھے۔" شکیل نے پوچھا:

"میں نے اسی وقت اُن کا تعاقب کیا تھا۔۔۔ اور مجھے ان کے ٹھکانے کا بھی علم تھا۔۔۔ مگر مجھے دراصل تھریسیا کی فکر تھی۔ تم ہی نہیں، میرے علاوہ بھی کچھ اور لوگ اس میں دلچسپی لے رہے تھے۔ آخر وہی لوگ کاغذات پانے میں کامیاب ہوئے اور میں منہ دیکھتا رہ گیا۔۔۔ خیر کچھ بھی ہو، تم نے مجھے جس کام کے لیے بلایا تھا وہ تو ہو ہی گیا۔ یعنی کسی طرح اس بلا کو جعفری منزل سے نکالا جائے۔"

"ہاں۔۔۔ یہ جمیل صاحب کہاں ہیں؟"

"وہ بہت شرمندہ ہے۔۔۔ اب اُسے اس مسند پر نہ [illegible] بیگم جعفری برسیں۔"

"اگر۔۔۔ وہ لوگ مجھے قتل کر دیتے تو۔۔۔!" شکیل [illegible] کہا۔

"اس سے پہلے تم وہاں سے نکال لائے جاتے۔ میں نے [illegible] ان لوگوں کو قریب سے دیکھا تھا اور جب مجھے [illegible] تو میں پھر دوسرے معاملات کی طرف متوجہ [illegible]

[illegible] آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر [illegible] اس کے [illegible]

[illegible]

کر چلی نہ آتیں تو عمران یقینی طور پر کوئی نہ کوئی جھگڑا کھڑا کر دیتا۔ اب تم وہ سوٹ کیس بہت احتیاط سے سر سلطان تک پہنچا دینا۔

"مگر جناب یہ کاغذات اُسے ملے کہاں سے تھے؟"

"ایک تہ خانے سے جس کا علم جعفری منزل والوں کو بھی نہیں تھا۔ آج صبح انھیں وہ تہ خانہ ملا۔ تھریسیا اس کا راستہ کھلا چھوڑ گئی تھی ورنہ وہ اب بھی اس سے لاعلم ہی ہوتے۔"

"مسٹر بیگ کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟" جولیا نے پوچھا۔

"مسٹر بیگ نام کا ریٹائرڈ انسپکٹر ہو سکتا ہے کبھی یہاں رہتا ہو۔ اب کوئی نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی چال تھی۔ وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کی فکر میں کون لوگ ہیں۔۔۔۔ پہلے انھوں نے کسی دمہ کے مریض کو مسٹر بیگ بنا کر ہسپتال میں داخل کرایا۔۔۔ اور اُسے شہرت دی۔۔۔ پھر اسپتال سے لے گئے۔۔۔ اور یہ چال تمھارے اور عمران کے لیے کچھ بے دال بن گئی۔۔۔"

"اور جناب! عمران پہلے سے بھی ان کاغذات کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا؟"

"ضرور جانتا ہوگا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اور کس موقع پر کون سی چیز اس کے کام آئے گی۔ مگر عمران نے کل ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔۔۔؟ کیوں! کون سا کارنامہ ہوا!"

"یس سر!۔۔۔ جی ہاں وہ یقیناً ایک بڑا کارنامہ تھا۔"

"تم نہیں سمجھیں۔ تھریسیا والے معاملے سے الگ ایک دوسرا کارنامہ اور وہ کارنامہ تھا۔۔۔ جعفری کی مرمت۔۔۔ محض اسی گدھے کی غفلت تھی جس کی بنا پر وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئی۔۔۔!"

"مگر جناب! کیا الفانسے نہیں تھا تھریسیا کے ساتھ؟"

"پتا نہیں۔۔۔ اگر رہا بھی ہو تو وہ سامنے نہیں آیا۔"

"تھریسیا کا نکل جانا اچھا نہیں ہوا جناب۔"

"کیا کیا جائے۔ مجبوری تھی۔ اگر وہ پھر یورپ کی طرف نہ چلی گئی تو تم دیکھنا اس کا انجام۔" عمران نے بحیثیت ایکس ٹو گفتگو کے سلسلہ منقطع کر دیا۔